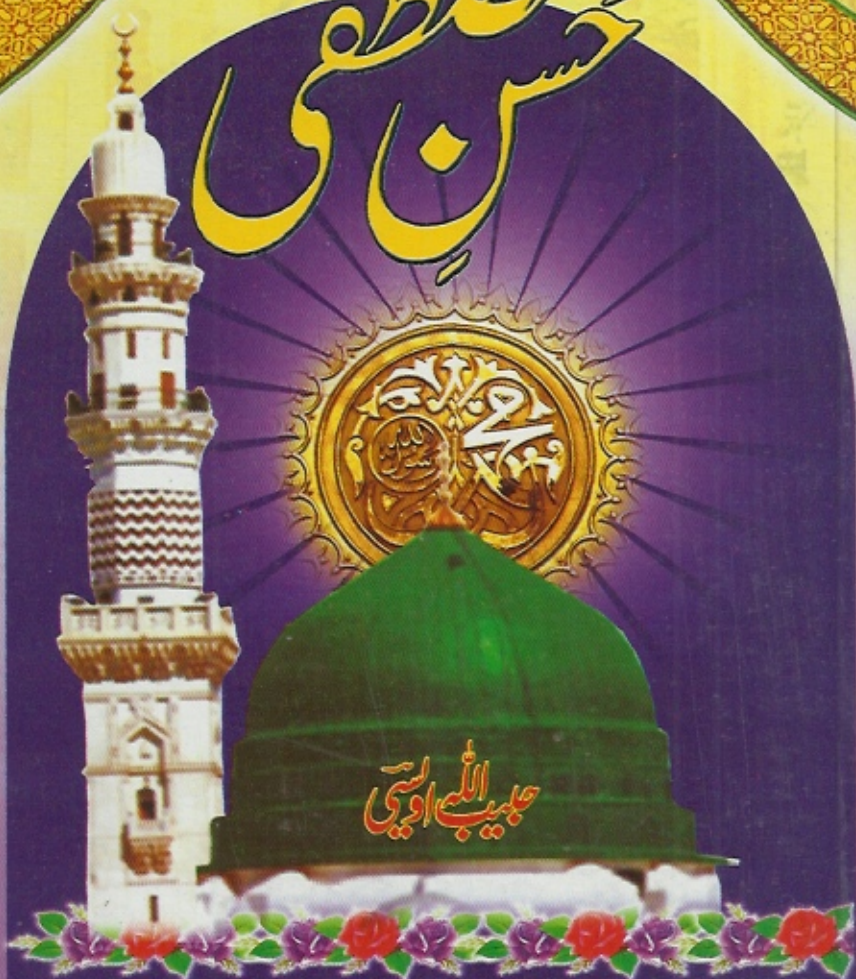


حسن مصطفیٰ



ضیاء الفتنہ آسان پڑھی و کیشتر

اردو - کراچی - پاکستان

حُسنِ مصطفیٰ

مصنف
حبیب اللہ اویسی

ضیاء المشرق پبلی کیشنز
لاہور-کراچی پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب

حسن مصطفیٰ ﷺ

مصنف

حبیب اللہ اویسی

تاریخ اشاعت

جنوری 2005ء

تعداد

ایک ہزار

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

کمپیوٹر کوڈ

1Z451

قیمت

50/- روپے

انتساب

بمضور رحمۃ اللعالمین ﷺ

جن کی بندہ پروری سے میری دنیا اور آخرت
کی خیر ہے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس: 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سٹور، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2210212-2630411۔ فیکس: 021-2212011

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

| | | | |
|-----|--------------------------|----|---------------------------|
| 63 | کان مبارک اور سماعت | 7 | عرض مؤلف |
| | دہن، دندان مبارک اور لب | 9 | تقریظ |
| 65 | مبارک | 11 | پیش لفظ |
| 68 | لعاب دہن مبارک | 13 | حلیہ مبارک سید المرسلین ﷺ |
| 72 | صُحک و تبسم مبارک | 19 | منظوم حلیہ مبارک |
| 75 | بکا مبارک | 22 | قامت زیبا ﷺ |
| 78 | آواز اور کلام مبارک | 24 | سایہ نہ تھا |
| 84 | گردن مبارک | 26 | سر مبارک |
| 86 | مناکب مبارک | 27 | موئے مبارک |
| 87 | سینہ اور پیٹ مبارک | 30 | مبارک بالوں میں سفید بال |
| 90 | مسر بہ مبارک | 34 | داڑھی مبارک |
| 92 | ناف مبارک | 37 | شوارب مبارک |
| 94 | بغل مبارک | 39 | سہاگتین |
| 96 | ہڈیوں کے مفاصل | 40 | رخ زیبائے ﷺ |
| 97 | ختم نبوت اور پیچھے مبارک | 51 | جبین مبارک |
| 99 | مبارک پنڈلیاں | 53 | ابرو مبارک |
| 100 | ناف مبارک | 54 | ناک مبارک |
| 105 | انگلیاں مبارک | 56 | آنکھیں مبارک |
| 107 | ناخن مبارک | 60 | بصارت مبارک |

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﷺ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض مؤلف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا پورا پورا بیان کرنا ناممکن ہے کہ وہ حسن ازل یعنی حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ کے پیکر میں نہیں ڈھالا جاسکتا۔ لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جمال جہاں آرا کے حسین جلووں کو اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھا۔ ان کی نگاہوں میں جس قدر تاب نظارہ تھی اس قدر کمالات معنوی اور حسن و جمال ظاہری کا مشاہدہ کیا۔ یہ رخ زیبا کا نظارہ کرانے والے کا فیض تھا جس نے اپنے حسین جلووں کو عام کیا۔ ورنہ دیکھنے والے کی کیا مجال کہ وہ چشم سر سے حسن بے کیف کو دیکھ سکے۔ میری یہ بات اس لئے سچ ہے کہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم سر سے سب نے دیکھا مگر چشم بصیرت سے چند خوش نصیب نفوس قدسیہ نے دیکھا۔ ان میں اکثر حسن ازل یعنی حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں کھو گئے۔ کہ حسن و جمال شاہِ خواباں کو الفاظ کے پیکر میں تعبیر نہ کر سکے۔ ان میں سے بہت کم تھے جو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں کو جذب کرنے کی تاب و توان رکھتے تھے اور انہیں زبانِ ترجمان الہی کے فیضان سے فصاحت و بلاغت کے میدان میں جادہ پیمائی کا حصہ وافر ملا تھا۔ انہیں اذنِ مدحت سرائی ملا۔ ان میں سے خوش بخت نفوس یہ ہیں: علی مرتضیٰ، ہند بن ابی ہالہ، ام معبد، سیدہ عائشہ، ام سلمہ، انس بن مالک اور جابر بن سرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔

میں نے اس کتاب مستطاب موسوم بہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف کے مشکل کام کو کر گزرنے کی جسارت کی۔ میں اس قابل کہاں تھا۔ میری زبان میں فصاحت و بلاغت تھی نہ میرے الفاظ میں شیرینی۔ بس یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دامن کو ہر مرحلے میں تھامے رکھا۔ ان کے مشاہدات کو من و عن لکھ دیا اور ان کے مدلول و مفہوم کو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اردو کے پیکر میں ڈھال دیا۔

| | | |
|-----|--------------------------|-------------------|
| 108 | ولادت کے وقت پاکیزگی اور | قدیم شریفین |
| 112 | خوشبو | رفار |
| 116 | وفات کے بعد | جسم اقدس کی خوشبو |
| 120 | مدینہ طیبہ | پسینہ مبارک |
| 122 | مناجات | فضلات طیبات |

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
یہ سب ان کی بندہ پروری ہے

میں سمجھتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ یہ سب کچھ میرے شفیق استاذ اور میرے شیخ کریم
خواجہ امام بخش اویسی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الاولیاء سیدی محمد سلطان بالادین اویسی رحمۃ
اللہ علیہ کا روحانی فیضان ہے۔ جو اس بات سے ظاہر ہے کہ جب میں نے حسن مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کا مسودہ تیار کر لیا تو اس کے اقتباسات صاحب زادہ میاں غلام محی الدین زاد
سعادت لخت جگر محبت رسول ایزد بخش اویسی رحمۃ اللہ علیہ کو سنائے۔ تو موصوف حسن مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں سے مسحور ہوئے۔ فرمایا کہ کتاب حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طباعت و اشاعت کی سعادت میں حاصل کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طباعت و اشاعت کر کے جمال جہاں آرا کی ضیاء باریوں سے مشتاقان حسن ازل کو
لذت آشنا کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ کی مساعی جلیلہ کو
قبولیت بخشے اور حسن ازل کے جلووں کو عیاں دیکھنے کی تاب و توان ارزانی فرمائے۔ آمین
بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد حبیب اللہ اویسی

تقریظ

تقریظ سعید از قلم سیدی نور نظر سلطان الاولیاء حافظ محمد نظام الدین دامت برکاتہ سجادہ نشین
آستانہ اویسیہ سلطانیہ شاہ پور شریف۔ براستہ حاصل پور، ضلع بہاولپور، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استاذ محترم حضرت مولانا حبیب اللہ اویسی صاحب مدظلہ کی تالیف لطیف (حسن
مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب نادر اور انوکھے
عنوان کے اعتبار سے ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ حضرت موصوف نے روایات معتبرہ اور صحیح
احادیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتسلیم اور اسلاف کے منظوم و منثور گلہائے عقیدت سے جس
حسین انداز سے حسن ازل یعنی جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوبصورت و دلنشین الفاظ
کے سانچے میں ڈھالا ہے یہ انہیں کا حصہ اور طرہ امتیاز ہے۔ جو حب رسول اور عشق مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم اور وسیع مطالعہ اور بحر علمی کے بغیر ممکن نہیں۔

اسی موضوع پر قلم زنی کرنے سے بڑے بڑے لکھاری، اہل قلم، فصاحت و بلاغت
کے خوگر، دریائے معرفت کے غواص سلطان خوبان خسرو نازنیناں کے حضور اپنی عاجزی کا
یوں اظہار کرتے ہیں۔ حضرت جام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ندام کد امی سخن گویمیت اعلیٰ تری زانچہ من گویمیت

کئی اور شخصیات اپنی کم مائیگی پیش کرتے ہوئے عرض پیرا ہوتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے تمام اوصاف کریمانہ کو احاطہ قلم میں لانا ممکن نہیں۔

خلاق ازل نے اسی حسن کے تاجدار کو اپنی تخلیق کا شاہکار بنا کر اور کمال قدرت سے سجا
کر یوں ارشاد فرمایا: ثُمَّ اَمْحِجْ الْبَصَرَ كَذَلِكَ

انہیں ایک بار نہیں بار بار دیکھیں تمہاری آنکھیں تو خیرہ ہو سکتی ہیں وہاں کوئی نقص نظر
نہیں آئے گا۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے فرمایا:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

اسی حسن ازل کی رعنائیاں تھیں کہ عرب کے صحراء نور، بادیہ نشیں بارگاہ جمال مصطفوی میں باریاب ہوتے تو دل کی دنیا میں عظیم تلاطم پیدا ہو جاتا اور یوں صدائیں بلند ہوتیں۔ گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر شعر و سخن کی دنیا کے بڑے بڑے نامدار تخیل کے بحر عمیق میں غوطہ زنی کرنے والے اسی انمول جوہر حسن کی جولانیوں میں کھو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے:

غالب ثناء خواجہ بہ یزداں گذاشتیم کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است
یہ کتاب، حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشقان جمال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عظیم تحفہ ہے اور گراں قدر سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کرام کو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں سے سرفراز فرمائے اور حضرت مولانا صاحب موصوف مدظلہ کے لئے نجات اخروی کا موجب بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حافظ محمد نظام الدین اویسی

آستانہ اویسیہ سلطانیہ شاہ پور شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

عرصہ سے یہ تمنا تھی کہ در یکتا سید عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریفہ آسان اور سلیس اردو زبان میں عام مسلمانوں کے لئے لکھا جائے جو گلشن قدس کے شگفتہ اور مہکتے پھول کے حسن و جمال اور عزیزین قدسی خوشبو سے دماغ کو معطر اور قلب و نگاہ کی تازگی اور بالیدگی کا ذریعہ بنے۔ چنانچہ اپنی علمی کم مائیگی اور زبان و بیان کی کوتاہ دامن کی باوجود اس حسین موضوع کے بحر بے کراں میں کود جانے کی جسارت کر ڈالی۔ دل میں صرف ایک چمکتی امید کی کرن تھی اور وہ تھی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دامن مبارک کو اس موضوع کی تکمیل تک ہر حال میں تھامے رکھنا۔ ایسا ہوا کہ ان نفوس قدسیہ کے دامن کے سایوں میں رہتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو جس طرح انہوں نے بیان کیا ہے۔ ان کے الفاظ میں من و عن بیان کیا جائے اور ان کی روشنی میں اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ پوری احتیاط کے ساتھ مفہوم و مدلول پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کہیں میری علمی کم مائیگی محسوس ہو تو اصلاح فرما کر میری کوتاہی کو درگزر فرمایا جائے۔ موضوع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے یہی کہا جاسکتا ہے:

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گل چین بہار تو ز دامان گلہ دارد

اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے سر تا پا کو الگ الگ عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے مشاہدہ کے مطابق مجموعی طور پر بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ احادیث سے عنوان کی مناسبت سے شہ پارے چن لئے ہیں اور انہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے سلک بیان میں منسلک کر دیا ہے۔ روایتی طریقہ چھوڑ کر نیا انداز اختیار کیا ہے۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

لَمْ یَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ بِالطَّوِيلِ السَّعْطِ (الحديث)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے۔“ الخ۔

صاحب علم حضرات عربی شہ پاروں سے لذت آشنا ہوں اور اردو جاننے والے صرف اردو پڑھیں تو عبارت میں تسلسل اور تانسق پائیں گے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سیرت طیبہ کی طرح صورت طیبہ کے موضوع میں بے کراں وسعت ہے جس کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس لئے حلیہ شریف کے موضوع میں یہ اہتمام کیا ہے کہ مستند اور صحیح روایات لکھی جائیں اور صرف سرتاپا کی ساخت اور بناوٹ تک ذکر کو محدود رکھا جائے۔ جو عام مسلمانوں کے لئے مفید اور باعث سعادت ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے اور سمجھنے والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد حبیب اللہ اویسی

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حلیہ مبارک سید المرسلین ﷺ

الحمد لله حق حبلہ والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم
الذی هو فخم ومفخم واحسن خلق اللہ خلقاً وخلقة و علی
آلہ واصحابہ الکرام احساناً واتباعاً۔ اما بعد فبقول العبد
الضنیل۔ محمد حبیب اللہ اویسی الملتجی الی اکرم الخلق
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم ﷺ کا رخ انور جمال الہی کا آئینہ ہے اور اللہ عزوجل کے لائق ہی انوار کا مظہر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے بدن شریف کی تخلیق نہایت اعلیٰ و اکمل درجہ پر کی ہے۔ آپ کے بدن شریف کا حسن اعتدال اور موزونیت بے مثل اور بے مثال ہے۔ چنانچہ آپ کی مثل آپ سے پہلے اور بعد کوئی آدمی تخلیق نہیں ہوا ہے اسی لئے آپ کے مدحت سرا کو کہنا پڑا کہ میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واحسن منك لم ترقط عین واجمل منك لم تلد النساء
”آپ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل کسی عورت نے جنم نہیں دیا۔“

اس قسم کی عبارت سے کہ میں نے فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اس کے مثل نہ ہونے میں مبالغہ مقصود ہے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں مبالغہ نہیں۔ اس لئے کہ وہاں کمال حسن و جمال تعبیر سے باہر ہے۔ حضرت عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ”ہر شخص یہ اعتقاد رکھنے کا مکلف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جن اوصاف جمیلہ کے ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا اور یہ محض اعتقادی چیز نہیں ہے۔ سیر و احادیث و تواریخ کی کتابیں اس سے لبریز ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کمال باطنیہ کے ساتھ جمال ظاہری بھی علی الوجہ الاتم عطا فرمایا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شاہ خوں کے جلوؤں کو دیکھنے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ ایک انصاریہ عورت جس کا باپ، بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہو گئے، نے نہایت بے تابی سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں؟ تو اسے بتایا گیا جس طرح تو چاہتی ہے الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور دکھا دیجئے۔ جو نبی رخ انور کو دیکھا تو کہنے لگی:

کل مصیبة بعدک جلد

”آپ کے دیدار کے بعد سب مصیبتیں بچ ہیں۔“

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر مرگ پر ہیں آپ کی صورت نزع دیکھ کر آپ کی زوجہ رضی اللہ عنہا فرط غم میں کہنے لگیں: ”وا حزنا“ ہائے غم! اس کفر فرمایا کہ

وا طربا غدا القی الاحبة محمدا وحزبه

”و شادواہ کل میں اپنے محبوبوں کو ملوں گا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو۔“

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسین و جمیل ہیں۔ اس لئے آپ کے حسن کا تقاضا یہ ہے کہ آپ سے بے حد محبت کی جائے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من رآہ بديهة هابه ومن خالطه معرفة احبه يقول ناعته لم

أزقبله وبعده مثله۔

آپ کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا۔ یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آ جاتا تھا۔ جمال و حسن کا رعب اور کمالات کا اضافہ شوکت و دبہہ میں مزید اضافہ کر دیتا۔ اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا

آپ کے کریمانہ اوصاف جیلہ کا گھائل ہو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا سراپا بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے اس شاہ خوں صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال و باکمال آپ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔ صلی اللہ علی حبیبہ۔

آپ کے بدن شریف کے محاسن پر ایمان لانا واجب ہے۔ اسی وجہ سے محمد رسول اللہ ایمان کی اساس ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدن و روح کا مجموعہ ہیں اور وہی تمامہ رسول اللہ پر ایمان لانا مومن بنانا ہے۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل عظمت و جلالت کا مظہر ہیں۔ اسی طرح آپ کا بدن شریف اور صورت طیبہ کامل حسن و جمال کی آئینہ دار ہے۔ حضرت محمد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فهو الذی تم معناه و صورته ثم اصطفاه حبیباً باری النسم

”آپ وہ ذات اقدس ہیں جن کی سیرت و صورت کامل ہے۔ تب خالق کائنات نے آپ کو اپنا حبیب منتخب کیا۔“

منزه عن شريك فی محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

”آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں۔ پس آپ کا جوہر حسن تقسیم نہیں ہو سکتا۔“

یعنی آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں کہ جن کا باطن کمالات میں اور جن کا ظاہر صفات حمیدہ میں کامل ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب منتخب کیا۔ محاسن میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ لہذا آپ کے حسن کامل کی حقیقت غیر منقسم ہے یعنی آپ کے اور کسی غیر کے درمیان منقسم نہیں بلکہ کامل طور پر کامل صفات آپ سے مختص ہیں۔ اگر صفات منقسم ہوتیں تو آپ کو ایک حصہ ملتا۔ اس صورت میں آپ کا حسن تام نہ ہوتا جو نقص ہے اور نقص عیب ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیب اور نقص سے مبرا اور پاک ہیں۔ مداح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

”آپ ہر عیب سے مبرا اور پاک پیدا کئے گئے۔ گویا آپ جس طرح چاہتے تھے پیدا ہوئے۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو پورا پورا دیکھنا طاقت بشری سے ماوراء ہے۔ اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے سید المرسلین کے حسن و جمال کا نظارہ کرنے کی صلاحیت و استعداد نصیب تھی لیکن پورے حسن و جمال کو دیکھنے کی تاب نہ تھی علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

لم يظهِر لنا تمام حسنه صلى الله عليه وسلم لانه لو ظهر

تمام حسنه لما اطاقنا رويتہ صلى الله عليه وسلم

”ہمیں نبی اکرم ﷺ کا سارا حسن و جمال نہیں دکھایا گیا اگر آپ کا پورا پورا حسن و

جمال ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری نگاہیں تاب حسن نہ لاتیں اور خیرہ ہو جاتیں۔“

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو

وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا کی ہو

حضرت محمد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعيا الوری فهم معناه فلیس یری للقرب والبعد منه غیر منفحم

”آپ کی حقیقت کی معرفت نے خلقت کو عاجز کر دیا ہے پس قرب و بعد دونوں

حالتوں میں بجز عجز کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

كالشيس تظہر للعین من بعد صغيرة وتکل الطرف من امم

”مثل آفتاب کے جو آنکھوں کو دور سے چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھ کو

چندھیادیتا ہے۔“

تمام خلقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے کوئی شخص خواہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب زمانے یا مکان، بعید زمانے یا مکان میں ہو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی حقیقت کو عالم شہود (دنیا) میں نہیں سمجھ سکتا۔ البتہ آخرت میں کشف حجاب کی صورت

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا ادراک ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بلحاظ ظہور آفتاب کی سی ہے جو زمین سے تیرہ لاکھ گنا بتایا جاتا ہے مگر اس کی حقیقت معلوم کرنا مشکل ہے۔ اگر دور سے دیکھو تو شیشے یا ڈھال کی مقدار نظر آتا ہے اور نزدیک (اگر فرض کیا جائے) بہت بڑا ہونے کی صورت میں آنکھوں کو چندھیادیتا ہے۔ پس جو بدکمال کے اس کی حقیقت کا ادراک نہیں ہو سکتا گو دور سے دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ظاہری اور معنوی کی حقیقت کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ ان کمالات کی صورت مشاہدے میں آتی ہے اور اس بیان کو واضح کرنے کے لئے محمد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدے ہمزید مدحیہ میں یوں مثال دی ہے:

انما مثلوا صفاتک للناس کما مثل النجوم الباء

”انہوں نے لوگوں کو تیری صفات کی صرف صورت دکھائی ہے جیسا کہ پانی

ستاروں کی صورت دکھاتا ہے۔“

یعنی شاہ خوباں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جو مداحوں نے بیان کی ہیں وہ نفس

الامر میں آپ کی صفات کی حقیقت نہیں کیونکہ ذات مقدس کی طرح آپ کی صفات کی

حقیقت بھی بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مثال پانی اور ستاروں کی سی ہے۔ پانی

میں ستاروں کی صورت نظر آتی ہے مگر وہ صورت ستاروں کی حقیقت نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال دیکھنے کی استعداد و صلاحیت اسے نصیب

ہوتی ہے جس میں ایمان کا نور موجود ہو۔ اور شاہ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سینہ معمور

ہو۔ ورنہ ایس محال است و جنوں۔ بوجہ جمال جہاں آرا کی عام جلوہ گری کے کفار کو اس

سعادت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ وہ بوجہ دیکھنے کے نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

”آپ انہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ وہ (کفار) آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ

نہیں دیکھ رہے۔“

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فیض رسالت مآب سے عطا شدہ صلاحیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھا اور اسے اپنی استعداد کے مطابق بیان کر دیا۔ جس نے جس زاویہ نگاہ سے دیکھا اور جس قدر دیکھا اسے پورا پورا بیان کیا۔ لیکن پورے مجسم کی پوری تصویر کشی کوئی نہ کر سکا۔ کسی نے حسن و جمال کا بعض حصہ بیان کیا۔ کسی نے رخ انور کی چمک دمک بتائی۔ کسی نے قدر عطا کی تصویر کشی کی۔ کسی نے زلف عنبریں کے پیچ و خم ذکر کئے۔ کوئی دندان مبارک کی نورانی شعاعوں سے مسحور ہوا اور کوئی ناک مبارک کے نورانی جلوؤں کو دیکھتا رہ گیا۔

ان نفوس قدسیہ نے امت مسلمہ پر احسان کرتے ہوئے اپنے اپنے مشاہدات کو بیان فرمایا جو نہایت صحیح طرق سے اہل اسلام تک پہنچے ہیں جو ترتیب و اراۓ مبارکہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبانی احاطہ تحریر میں آپ کے پیش نظر ہیں اور ان کا ترجمہ مسلسل اردو زبان میں پیش خدمت ہے اسے پڑھیں، یاد کریں اور بے شمار سعادتیں سمیٹیں۔ حلیہ شریف کو پڑھنا اور دل و دماغ میں جاگزیں کرنا بے شمار فوائد اور منافع کا حامل ہے اور آپ کے حسن و جمال کا تصور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرب و حاضری کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ ہر وقت صورت طیبہ کو پیش نظر رکھنا دارین کی بھلائی کا سامان ہے۔

شریف ناتواں کی آرزو ہے مرتے دم
یا رب نظر آئے کہیں نقشہ سراپائے محمد کا
تیرے فروغ جمال کی تابشیں مجھے یہ بتا رہی ہیں
کہ تیری صورت میں تیری سیرت کی طلعتیں جگمگا رہی ہیں
خدا کو مانا دیکھ کر تجھ کو، شان جمیل تو ہے
خدا کی ہستی پہ میرے نزدیک سب سے روشن دلیل تو ہے

منظوم حلیہ مبارک

از زبان گوہر فشاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جميل المحيا ابيض الوجه ربيعة

جليل كراديس ازج الحواجب

”خوش رو، گوری رنگت، میانہ قامت، چوڑے شانے و مفصل اور گھنے ابرو والے۔“

صبيح مليح ادعج العينين اشكل

فصيح له الاعجام ليس بشائب

”خوش رنگ، چہرے پر ملاحت، کشادہ چشم، خندہ جبیں و زبان کے فصیح جس میں لکنت یا عجز بیانی کا شائبہ تک بھی نہیں۔“

واحسن خلق الله خلقا وخلقة

وانفعهم للناس عند النوائب

”اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں حسن و صورت اور حسن سیرت دونوں اعتبار سے کامل ترین فرد اور مصائب کے وقت لوگوں کیلئے سب سے زیادہ نفع بخش اور کارآمد۔“

واجود خلق الله صدرا وناثلا

وابسطهم كفا على كل طالب

”اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سخی اور کشادہ صدر، دل کے بڑے اور ہر مانگنے والے کے لئے ان کے ہاتھ کشادہ اور جو دو سخا کا سرچشمہ۔“

واعظم حر للمعالي نهوضه

الى البجد سامي للعظام مخاطب

”شریف زادوں میں بلند ترین اور بلند حوصلہ، طلب امور کو حاصل کرنے کی پوری ہمت و عزیمت کے مالک، بلند سے بلند مرتبہ کے طالب اور حق دار۔“

فلشہد ان اللہ ارسل عبدہ
بحق ولا شیء ہناک برائب
”لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جس کے اعمال میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔“

اقوی دلیل عند من تم عقلہ
علی ان شرب الشروع اصفی المشارب
”ایک صاحب عقل کے نزدیک سب سے زیادہ مضبوط دلیل اس بات کی کہ شریعت اسلام کا چشمہ سب سے زیادہ پاک صاف ستھرا چشمہ ہے۔“

مکرم اخلاق و اتمام نعمة
نبوة تالیف و سلطان غالب
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاقی بلندیاں بدرجہ اتم موجود ہیں اور اللہ کی نعمت کی تکمیل ان پر کردی ہے ایسی نبوت عطاء ہوئی جس نے دلوں کو جوڑا اور وہ قوت عطا ہوئی جو غالب ہو کر رہی۔“

براہین حق اوضحت صدق قوله
رواها ویروی کل شب و شانہ
”وہ روشن دلائل ملے جن نے آپ کے قول کی تصدیق کی اور جن کی روایات ہر جوان اور بوڑھے نے ایک دوسرے سے کی اور برابر روایات کرتے رہے۔“

کم من مریض قد اشفی دعاء
وان کان قد اشفی لوجبة واجب
”کتنے ایسے مریض تھے جنہوں نے آپ کی دعا سے شفا پائی جو ایک وقت کی

خوراک سے بھی محروم تھے۔“

وددت له شاة ام معبد
حلیاً ولا تسطاع حلبة حالب
”ام معبد کی بکری آپ کے دست کرم کی برکت سے دودھ کی دھار بہانے لگی۔
جس کے تھن سے ایک قطرہ دودھ نکلنے کی توقع نہیں تھی۔“

وقد ساخ فی ارض حصان سراقہ
وفیہ حدیث عن براء بن عازب
”سراقہ بن مالک بن جہشم کے گھوڑے کے قدم زمین میں دھنس گئے۔ اس بارے میں حضرت براء بن عازب کی حدیث شاہد عدل ہے۔“

وقد فاح طیباً کف من مس کفہ
وما حل رأساً جس شب الذوانب
”جس نے بھی آپ کے دست مبارک کو چھوا وہ خوشبو سے مہک اٹھا جس سر پر آپ نے دست شفقت پھیرا وہ کبھی سفید نہیں ہوا۔“

وسملا رب الخلق اسماء مدحة
تبین ما اعطی له من مناقب
”اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدح اور ثناء کے محبت بھرے ناموں سے پکارا جن سے آپ کے اوصاف حمیدہ اور مناقب جلیلہ کا اظہار ہوا۔“

روف رحیم احمد و محمد
مقفی ومفضل یسی بعاقب
”آپ کے اسماء گرامی رؤف ورحیم واحمد اور محمد ہیں جو قرآن حکیم میں مذکور ہیں اور مقفی اور مفضل اور عاقب ہیں اور یہ تین اسماء شریفہ احادیث میں مذکور ہیں۔“

قامت زیبا ﷺ

قامت زیبا کے لحاظ سے گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گلشن قدس کا شگفتہ نہال تھے اور چمن انسانیت میں ایک موزوں سرو تھے۔ مداحان رسالت مآب نے آپ کے قدر و عنا کو یوں بیان کیا ہے۔ سید عالمؐ فی اللہ علیہ وسلم نہ نہایت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قامت بلکہ میانہ قامت اور مائل بہ درازی تھے۔ حدیث شریف میں ہے:

كان صلى الله عليه وسلم ربعة من القوم لا بانن من طول لا تقفحبه عين من قصر - غصن بين غصنين (شامل ترمذی)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں درمیانہ قد تھے زیادہ طویل نہ تھے اور نہ کوتاہ قد کہ کوئی دیکھنے والی آنکھ قد کی کوتاہی کو محسوس کرتی۔ گویا آپ دو شاخوں کے مابین ایک موزوں شاخ تھے۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان اطول من البربوع واقصر من المشذب (شامل ترمذی)
”آپ کا قد مبارک متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا اور لمبے قد والے سے پست تھا۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالطويل المبغط ولا بالقصير المتروك (شامل ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پست قد۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ليس بالذاهب طولا وفوق الربعة اذا جاء مع القوم غيرهم
”آپ زیادہ لمبائی کی طرف مائل نہ تھے اور متوسط قد والے آدمی سے کچھ زیادہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ ہوتے تو لوگوں پر چھا جاتے۔ وہ آپ کے سامنے پست اور کوتاہ قامت معلوم ہوتے۔“

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ربع لا تشنوه من طول ولا تقفحبه من قصر - غصن بين

غصنين فهو انضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدرا

”ایسا میانہ قد جس میں نہ قابل نفرت درازی، نہ حقارت آمیز کوتاہی اگر دو شاخوں کے درمیان ایک اور شاخ ہو تو وہ دیکھنے میں ان تینوں شاخوں میں سے زیادہ تروتازہ دکھائی دے اور قد و قیمت میں ان سب سے زیادہ بہتر اور خوش منظر ہو۔“

حضرت عائشہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”جب آپ تنہا ہوتے تو معتدل القامت نظر آتے، جب لوگوں میں جلوہ گر ہوتے تو سب سے بلند نظر آتے۔ اگر دو دراز قد آدمیوں کے درمیان ہوتے تو ان ہر دو سے بلند قامت معلوم ہوتے۔ جب وہ آپ سے الگ ہو جاتے تو آپ معتدل القامت نظر آنے لگتے۔ جب آپ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو آپ کے دونوں کندھے مبارک مجلس میں حاضر لوگوں سے بلند ہوتے۔“

مولانا غلام امام شہید فرماتے ہیں:

قد رعا کی ادا جامہ زیبا کی پھین سرمہ چشم غضب ناز بھری چتون
وہ عمامے کی سجاوٹ وہ جبیں روشن اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن
وہ عمامہ عربی اور وہ نیچا دامن دلربا یا نہ وہ رفتار وہ بے ساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریباں کفن اٹھ چلے قبر سے بے تاباں زباں پر یہ سخن
مرحبا سید کی مدنی العربی دل و جان باد فدائیت چہ عجب خوش لہجہ

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

سایہ نہ تھا

امی و نکتہ دان عالم بے سایہ و ساتبان عالم
خليفة راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر
پڑتا ہوا نہ پا کر عرض کرتے ہیں:

ان الله ما اوقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان على
ذلك الظل۔ (مواعظ لدنیہ)

”اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر اس لئے نہیں ڈالا تاکہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ
رکھ دے۔“

حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرى له ظل في
شمس ولا في قبر (ترمذی)

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں کبھی نہیں دیکھا گیا۔“
اسی حدیث کے تحت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وما ذكر من أنه كان لا ظل لشخصه في شمس ولا في قبر
لأنه كان نوراً وأن الذباب كان لا يقع على جسده ولا

على ثيابه

”آپ کے دلائل نبوت میں یہ بات مذکور ہے کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ
میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ آپ سرِ پانور تھے۔ نیز کبھی آپ کے جسم اور
لباس پر نہ بیٹھتی تھی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ“

اور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ بود، در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است۔
چوں لطیف تر از وی صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اور اسایہ چه صورت دارد (مکتوبات)
”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس
سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور سے زیادہ
لطیف کوئی جسم جہاں میں نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے؟“
مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ ہمارے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر تا پا نور ہی نور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی
اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ سایہ کے لئے ظلمت لازمی ہے۔ شکر النعمۃ
جسمت نہ داشت سایہ والحق چنین سرزد

زیرا کہ بود جوہر پاکت ز نور حق

آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا۔ حقیقتاً سر اور اسی طرح ہے۔ کیونکہ آپ کی حقیقت پاک نور حق
سے متجلی ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

على حبیبك خیر الخلق کلہم

سر مبارک

جس کے آگے سرسرواں خم رہیں اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الہامۃ
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا۔“ (شمائل ترمذی)
 حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الہامۃ
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا۔“ (شمائل ترمذی)

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارک میں بصورت اتم
 اعتدال اور تناسب پایا جاتا تھا۔ موزونیت اس حد کہ ہر عضو کا حسن اعتدال دوسرے عضو کے
 تناسب سے ہم آہنگ تھا۔ پورا جسم حسین تناسب اور توازن کا پیکر تھا۔ حکماء کہتے ہیں کہ
 بزرگی سر و نور عقل اور جودت فکر پر دلالت کرتی ہے۔

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے، نہ ہمسر، نہ نظیر
 نہ کوئی اس کا مثل نہ مقابل نہ بدل

مولای صل وسلم دائماً ابداً
 علی حبیبک خیر الخلق کلہم

موئے مبارک

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:
 شعر بین شعرین لا رجل ولا سبط ولا جعد قطط، کان
 بین اذنیہ وعاتقہ واخری الی انصاف اذنیہ
 ”دو بالوں کے درمیان ایک بال یعنی نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچ دار اور نہ
 زیادہ نرمی اور نہ زیادہ سختی بلکہ ہلکی سی نرمی اور ہلکی سی سختی کے ساتھ ساتھ قدرے خمدار
 اور گھنگریالہ پن تھا۔ دونوں کانوں کے درمیان تک یا مونڈھے تک لمبے تھے۔“
 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لم یکن بال جعد القطط ولا بالسبط کان جعداً رجلاً
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگریالے تھے اور نہ بالکل
 سیدھے بلکہ قدرے خمدار تھے۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الجبة الی
 نصف اذنیہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔“

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الجبة الی
 شحۃ اذنیہ

”آپ کے بال مبارک گنجان تھے اور کانوں کی لوتک آتے تھے۔“

نیز فرمایا:

عليه حلة حبراء ما رايت شيئاً قط احسن منه
”آپ نے ایک سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ میں نے آپ سے زیادہ حسین چیز
کبھی کوئی نہیں دیکھی۔“

نیز حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

شعر فوق الجبة ودون الوفرة
”آپ کے بال مبارک کانوں کی لو سے قدرے بڑے اور شانوں سے کم تھے۔“

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شعر يضرب منكبيه
”آپ کے بال مبارک کندھوں مبارک کو چھوتے تھے۔“
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان شعره ليس بجعد ولا سبط
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل خم دار تھے اور نہ بالکل
سیدھے تھے۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رجل الشعر ان انفرت عقيقته فرق والا فلا يجاوز

شعره شحبة اذنيه اذا هو وفرة

”بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود
مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مانگ نکالنے کا
اہتمام نہ فرماتے تھے۔ جس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک
زیادہ ہوتے تھے تو کان کی او سے متجاوز ہو جاتے تھے۔“

سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں احادیث میں مختلف صورتیں بیان ہوئی
ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ بالوں کو نہ کٹواتے تو بال مبارک کندھوں کو چھونے لگتے

اور جب کٹواتے تو کانوں کے نصف تک ہوتے کبھی آپ بال مبارک چھوٹے کرا لیتے
اور کبھی بڑے رہنے دیتے۔ بالوں کی ہر صورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی تھی یہ ساری
صورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہر ادا جو آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ادا کی وہ حسین تھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قد م رسول الله صلى الله عليه وسلم علينا بمكة قدمة وله

أربع غداثر

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو آپ کی
چار زلفیں مشک میں بسی ہوئی تھیں۔“ (مواہب لدنیہ)

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

مبارک بالوں میں سفید بال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان في لحيته عليه الصلوة والسلام شعرات بيض
”آپ کی داڑھی مبارک میں چند سفید بال تھے۔“ (مواہب لدنیہ)

وفی رواية عنده

ان کی ایک اور روایت میں ہے کہ

لوشنت ان اعد شططات كن في رأسه فعلت لم يخضب-

(مواہب لدنیہ)

”اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو کر لیتا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کو خضاب نہیں لگاتے تھے۔“

وہ مزید فرماتے ہیں:

ان ما كان البياض في عنفقه و في الصدغين و في

الرأس نبذ

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنفقه (زیریں لب کے نیچے والے بال) زلفوں اور

سر مبارک میں متفرق مقامات پر بال مبارک سفید تھے۔“

علامہ الفا کہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے بال مبارک زیادہ تعداد میں سفید نہ تھے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ عورتیں اکثر شیب (سفید بال) کو ناپسند کرتی ہیں۔ یہ بات مسلم ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی شے کو حقیر اور مکروہ جانے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں شیب نہیں تھا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان ما كان شبيهه صلى الله عليه وسلم نحواً من عشرين

شعرۃ بیضاء

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں بیس سے کچھ کم بال مبارک سفید تھے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں دس یا اٹھارہ مبارک بال سفید تھے۔ نیز یہ کہ ایک جگہ اکٹھے سفید نہ تھے بلکہ متفرق جگہ جیسا کہ پہلے روایت بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سفیدی دیکھ کر عرض کیا:

يا رسول الله صلى الله عليك وسلم قد شبت؟

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بوڑھے ہو گئے ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ

قد شيبتي هود، والواقعة و المرسلات وعم يساء لئون
وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ-

”مجھے ہود، واقعہ، مرسلات، عم يساء لئون اور إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قرآنی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ کے سر مبارک میں شیب (سفیدی) نہیں تھا البتہ مانگ مبارک میں چند بال سفید تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل لگاتے تو تیل ان کی سفیدی کو چھپا دیتا تھا۔

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ

كان أسود اللحية حسن الشعر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور اس کے بالوں سے نوز اور حسن چمکتا تھا۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ليس في رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء
 ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔“
 حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس بن مالک سے پوچھتے ہیں:

هل غضب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال لم يبلغ
 ذلك انما كان شيئاً في صدغيه

”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو خضاب کیا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس
 مقدار ہی کو نہ پہنچی تھی کہ خضاب کرنے کی نوبت آتی بالوں کی سفیدی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے صرف دونوں کن پٹیوں میں تھوڑی سی تھی۔“

نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ما عدت في رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ولحيته الا اربع عشرة شعرة بيضاء

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک میں چودہ سے زائد
 سفید بال نہیں گئے۔“

حضرت رفاعہ بن یثربؓ ابورمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأيت الشيب احمر

”میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا تو اس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے شیب کو سرخ پایا۔“

نیز حضرت ابورمہؓ ابومعی فرماتے ہیں:

اتيت النبي صلى الله عليه وسلم و معي ابن لي فأريته،

فقلت لها رأيت هذا نبي الله وعليه ثوبان احضران وله شعر

قد علاه الشيب و شبهه احمر

”میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی
 تھا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بخشا گیا۔ جو نبی میں نے رخ انور
 کو دیکھا تو مجھے معایہ کہنا پڑا کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی
 ہیں۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے رنگ کے کپڑے زیب تن کر
 رکھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بالوں پر بڑھاپے کے آثار غالب ہو
 گئے تھے۔ لیکن وہ بال مبارک سرخ معلوم ہوتے تھے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا وصف بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوا
 اللہ عنہم اجمعین نے الجعد القطط کے الفاظ ذکر کئے ہیں ان کا معنی بیان کرتے ہو۔
 علامہ مناوی کہتے ہیں کہ سیاہ بالوں میں حرۃ پائی جاتی تھی۔

میں گیسوئے رسول کو تشبیہ کس سے دوں
 غبر میں نہ ہو ہے نہ مشک جتن میں ہے

مولای صل وسلم دائماً ابداً
 علی حبیبک خیر الخلق کلهم

داڑھی مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحية
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔“ (سیرۃ حلبیہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان کثیر شعر اللحية (سیرۃ حلبیہ)
”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال کثیر تھے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم یكثر دهن رأسه وتسريح
لحيته۔ (سیرۃ حلبیہ)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں تیل لگاتے اور داڑھی مبارک کو
گنگھی کر کے لمبا چھوڑ دیتے تھے۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص کو ڈولید سر دیکھتے تو اسے ناپسند فرماتے اگر کوئی
بالوں کو بڑھاتا اور ان کی آرائشی میں زیادہ اہتمام کرتا اسے بھی آپ ناپسند فرماتے تھے۔
اس بارے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھا جائے کہ یہی اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محمود اور احسن فعل ہے۔ (مدارج النبوة) سر کے
بالوں کو کٹوانا بہتر عمل ہے۔ نیز سر کے بالوں کو باقی رکھنا سنت ہے۔

علامہ قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں:

لم یرو انه عليه الصلوة والسلام حلق رأسه الشريف في غير
نسك حج او عرفة فيما علمته فبقية الشعر في الرأس سنة ومنكرها

مع عليه يجب تاديبه ومن لم يستطع البقية فيباح له ازالته

”جہاں تک اس بارے میں میرا علم ہے ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے مناسک حج اور عمرہ کے سوا اپنے سر مبارک کا حلق کرایا ہو۔ اس
لئے سر کے بالوں کا کسی قدر رکھنا سنت طیبہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا انکار کرتا ہے
اسے تادیباً سرزنش کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی کو سر کے بال رکھنے میں عذر ہو تو اسے
حلق کرانے کی اجازت ہے۔“

مدارج نبوت میں ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دشمن داشتم موئے سر را از اں بعد کہ شنیدم از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
در بخ ہر موئے جنابت است۔

”میں اپنے سر کے بالوں کا اس وقت سے خلاف ہو گیا ہوں جب سے میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر بال کی جڑ میں جنابت ہوتی ہے۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ بال چھوٹے رکھے جائیں۔ صحیفہ صادقہ کی روایت صحیح میں
منقول ہے:

أنه كان صلی اللہ علیہ وسلم يأخذ من لحيه من عرضها
وطولها۔ (مواہب لدنیہ)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک عرض اور طول سے تراشتے تھے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كان یسدل شعرة

وكان المشرکون یفرون رؤوسهم۔ وکان یحب موافقة

اهل الكتاب فیما لم یؤمر فیہ بشیء ثم فرق رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم رأسه

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں بالوں کو مانگ نکالے بغیر (سدل) یعنی

سیدھے چھوڑ دیتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرک مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں جن امور میں کوئی حکم نازل نہ ہوا ہوتا تو اس میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ سدل کرنا منسوخ ہو گیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کی مانگ نکالنے لگے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پوری دنیا میں موجود ہیں مرجع خلائق ہیں ان کی زیارت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین زیارت کے مترادف ہے۔ کیونکہ جزو کل کا حکم رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

وَأَرْكَبُوا مَعَ الرُّكُوبِ۔ اس میں رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔ بلا ریب موئے مبارک اصلی اور اصل حالت میں عہد در عہد اب تک موجود ہیں۔ امتداد زمانہ کا ان پر اثر نہیں ہے۔ ہر آن شگفتہ اور تازہ ہیں۔ یہی ان کے اصلی ہونے کی دلیل ہے۔ ان کا انکار کرنا سعادت مندی نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلق کراتے دیکھا لوگ بے تابی سے آپ کی طرف لپک رہے تھے، میں نے مشاہدہ کیا کہ ہر آدمی کے ہاتھ میں ایک موئے مبارک ہے۔ جو انہوں نے زمین پر گرنے سے پہلے حاصل کر لیا تھا۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کمال محبت کا یہی نقطہ عروج ہے۔

حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک عطا ہوا جو مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالقعدہ 897ھ میں مکہ مکرمہ میں حاضری دی میں نے اپنے پیرومرشد شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ (مواہب لدنیہ)

شوارب مبارک

اوپر والے لبوں پر جو بال ہوتے ہیں انہیں شوارب کہتے ہیں اور جو بال لبوں کے ہر دو طرف بڑھ کر لمبے ہو جاتے ہیں انہیں سبالتین کہتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ تقاخر کے طور پر انہیں بل دے کر ٹیکھا اور نوکیلا بنایا جاتا ہے جو نہایت مذموم شکل ہے اور سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے نیز کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مونچھیں تھیں یہ سراسر غلط ہے کہیں ان سے ثابت نہیں ہے ان پر بہتان ہے وہ کب خلاف سنت کام کرتے ہیں نیز سنت رسول کو بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كان النبي صلى الله عليه وسلم يقص شاربه

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شارب کاٹتے تھے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يأخذ من

شاربه فليس منا

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنی شوارب یعنی مونچھیں نہیں کٹواتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

مسلم اور بخاری میں روایت ہے:

خالفوا المشركين وفروا اللحى واحفوا الشوارب

”مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور شوارب کٹاؤ۔“

موطا امام مالک میں مذکور ہے کہ شوارب کو اس قدر کاٹا جائے کہ لب ظاہر ہو جائیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يحفى الشارب و يعفى اللحى وليس احفاء الشارب حلقه

”شارب کاٹے جائیں اور داڑھی کو بڑھایا جائے اور احفاء شوارب سے مراد حلق

نہیں ہے۔“

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شوارب کا حلق کرنے والے کو تادیبی سزا کا حکم دیتے ہیں۔
کیونکہ حلق شوارب سنت نبوی کے خلاف ہے۔

حضرت اشہب تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان حلقہ بدعة حلق شوارب بدعت ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ اس بدعت کے مرتکب کو قراوقی سزا دی جائے۔ عظیم محدث امام النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مختار و پسندیدہ مذہب یہ ہے:

أنه يقصه حتى يبدو طرف الشفة ولا يحفه من اصله

شوارب کو اس قدر کاٹا جائے کہ لب ظاہر ہو جائیں اور ان کو جڑ سے ختم نہ کیا جائے۔

حضرت المزنی الریج الشافعی فرماتے ہیں: یحفیان شاربہما شوارب کٹائے جائیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ سر کے بال اور شوارب کے بارے میں احتیاط سے افضل ہے اور الاثر م حنبلی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا وہ شوارب کا شدید قصر کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے قریب ترین قول امام مالک کا ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

سبالتین

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كنا نحفی السبال الا فی الحبحر والعبرة

”ہم سبالہ کا احفاء کرتے تھے البتہ حج اور عمرہ میں نہیں۔“

علماء نے سبالوں کے باقی رکھنے کو ناپسند کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل عجیبوں، مجوس اور اہل کتاب کے ساتھ تشابہ اور تماثل ہے۔ جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مسلموں سے تشابہ اور تماثل قطعاً سخت ناپسند ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے:

ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم المجوس، فقال انهم

يؤثرون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالقوهم فكان يجز

سباله كما يجز الشاة والغنم (مواہب لدنیہ)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوس (آتش پرست) کا ذکر ہوا آپ نے

ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ اپنے سبالوں کو چھوڑتے ہیں اور اپنی داڑھیوں کو منڈواتے

ہیں تم ان کی مخالفت کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سبالوں کو کاٹتے تھے جس

طرح بھیڑ بکری کے بال کاٹے جاتے ہیں۔“

مطلب تشبیہ کا یہ ہے کہ بال قینچی سے کاٹتے تھے حلق نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابو امامہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک

وسلم اہل کتاب اپنی داڑھیاں کتراتے ہیں اور اپنے سبالے بڑھاتے ہیں۔ ہم اس بارے

میں کس طرح عمل کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالقوا اهل الكتاب

”اپنے سبالوں کو کتراؤ اور اپنی داڑھیوں کو باقی چھوڑو اور اہل کتاب کی مخالفت

کرو۔“ (مواہب لدنیہ)

رخ زیبائے عالمہ ﷺ

خامہ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ

کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں مدحت سرائی کرتے ہیں:

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت

بأنه خير مولد من البشر

”میری روح قربان ہو اس ذات اقدس پر جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے بہتر فرد ہیں۔“

عمت فضائله كل العباد كما

عم البرية ضوء الشمس والقمر

”اس جود و سخا کی پیکر ذات اقدس کے احسان ساری مخلوق کے لئے عام ہیں۔ جس طرح چاند اور سورج کی روشنی ساری دنیا کے لئے عام ہے۔“

لو لم تكن فيه آيات مبينة

كانت بديته تنبئك بالخبر

”اگر ذات گرامی میں دوسری روشن دلیلیں نہ بھی ہوتیں تو خود آپ کا رخ زیبا تم کو حقیقت سے آگاہ کر دیتا ہے۔“

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس وجهها

واحسنهم خلقاً۔ (شامل ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں حسین و جمیل چہرے والے تھے اور ان سب

میں سے زیادہ حسین خلق والے تھے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مارأيت شيئاً احسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم

كل الشمس تجري في وجهه

”میں نے کسی شے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل نہیں دیکھا۔

گویا آفتاب آپ کے چہرہ انور میں چلتا ہے۔ یعنی رخ انور اس قدر صاف و

شفاف تھا کہ آفتاب کا عکس نظر آتا تھا۔“

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آفتاب کا اپنے فلق میں جریان کو آپ کے رخ

انور میں حسن کے جریان کو تشبیہ دی ہے۔ مارأيت شيئاً کہا انساناً یا رجلاً نہیں کہا اس

میں زیادہ مبالغہ ہے کہ آپ کی خوبی و حسن تمام اشیاء سے فائق اور اعلیٰ ہے۔ حضرت ہند بن

ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فحماً مفضماً يتألاً

وجهه تألول القمر ليلة البدر۔ (شامل ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے

اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرہ اقدس ماہ بدر کی

طرح چمکتا تھا۔“

حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة اضحيان

وعليه خلة حبراء فجعلت انظر اليه والى القبر فلهو عندي

احسن من القبر

”میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سرخ جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا

تھا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی جلوہ گری کو۔ آخر الامر میں نے یہ ہی فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ منور ہیں۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مدیحہ ”بانت سعاد“ میں فرماتے ہیں:

ان الرسول لنور يستضاء به مهند من سيوف الله مسلول
”بلا شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جس سے نور اور ضیاء حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں ایک بے نیام تلوار ہیں۔“

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ابيض مليحاً مقصداً

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحت کے ساتھ ساتھ سفید رنگ بھی تھے۔ یعنی سرخی مائل اور معتدل الجسم تھے۔“ (سیرۃ حلبیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف رخ انوریوں بیان فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ابيض كأنما صيغ من

فضة رجل الشعر

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شفاف، صاف، حسین و خوبصورت اور سفید رنگ تھے گویا چاندی سے آپ کا بدن شریف ڈھالا گیا ہو آپ کے موئے مبارک قدرے خم دار گھنگھریالے تھے۔“

آپ کے چچا ابوطالب اپنے مشہور قصیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کرتے ہیں:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى وعصمة للارامل

”وہ گورے کھد والے جس کے رخ انور کے وسیلے سے ابر باہاں طلب کیا جاتا ہے

جو یتیموں کے والی اور یتیموں کے محافظ اور دیکھ رہے ہیں۔“

فمن مثله في الناس اى مومل

اذا قاسه الحاكم عند التفاضل

(سیرۃ ابن ہشام)

”احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالوگوں میں ہے کون؟ فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے لئے مرتبہ کا اندازہ کیا اس کے لئے ان لوگوں سے جن سے فضل و عظمت کی امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں آپ میں عجیب قسم کی برتری اور عظمت پائی۔“

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا:

أكان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل السيف

قال، لا بل مثل القمر۔ (شمائل ترمذی)

”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور تلوار کی طرح تھا آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ بدر کی طرح روشن گولائی لئے ہوئے تھا۔“

تلوار کے ساتھ تشبیہ میں یہ نقصان تھا کہ تلوار کے ساتھ تشبیہ دینے میں رخ انور کے زیادہ طویل ہونے کا شبہ ہوتا۔ نیز تلوار کی چمک میں سفیدی غالب ہوتی ہے اور کبھی رنگ آلود بھی ہو سکتی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور سفید اور پلح تھا۔ چمک اور نورانیت اس پر مستزاد۔ رخ انور کے رنگ میں نہ کبھی تبدیلی اور نہ تغیر۔ ہر لحظہ نورانیت اور چمک میں اضافہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَا خُذُوكَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاَوْثَانِ

”یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بدرجہا بہتر ہے۔“

یعنی آپ پر آپ کے رب کے لطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں

سے ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ، بہتر سے بہتر اور ارفع سے ارفع ہو گی اسی طرح آپ کے حسن و جمال میں نکھار اور نورانیت ہر آن اور ہر ساعت بڑھتی گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت جو فتوحات لرے گی وہ سب کی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئیں۔ جسے دیکھ کر آپ بہت مسرور ہوئے۔ آپ کا چہرہ اقدس نور سے چمک گیا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہماری نوازشات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر آنے والی شان صورت کے اعتبار سے بھی اور سیرت کے اعتبار سے بھی پہلے والی شان سے اعلیٰ و بالا ہوگی۔ اس لئے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سے انکار کر کے چاند سے تشبیہ دی ہے یہ تشبیہات جو آپ کے سراپا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے بیان ہوئی ہیں وہ سب تقریبی ہیں۔ نیز اس ذات بے مثل و بے مثال کی تشبیہ دے کر واضح کرنا مقصود ہوتا ہے ورنہ آپ کے حسن و جمال کو حواس کے محدود ادراک میں لانے کی کسے طاقت ہے اور ایک چاند کیا ہزار چاند میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نور اور حسن و جمال نہیں ہو سکتا۔ حضرت ام مہدی رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بتاتی ہیں:

رأيت رجلا ظاهرا الوضاء ابلج الوجه حسن الخلق لم

تعبه ثجلة لم تزر به صلبة وسيم قسم

”میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جس کی شفافیت لطافت نمایاں۔ جس کا رخ نور روشن و تاباں اور بناوٹ میں حسن اعتدال تھا۔ نہ موٹاپے کا عیب اور نہ دبلاپے کا نقص۔ خوش روش گفتمہ منظر اور حسین۔“

مزید فرماتی ہیں:

اجمل الناس وابها من بعيد واحلا واحسنه من قريب
”حسن کا پیکر اور جمال میں یگانہ روزگار، دور سے دیکھو تو حسین ترین، قریب سے دیکھو تو شیریں ترین اور جمیل ترین بھی۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وصف رخ زریا یوں تعبیر کرتے ہیں:

لم يقيم صلى الله عليه وسلم مع الشمس قط الا غلب ضوئه
ضوء الشمس ولم يقيم مع السراج قط الا غلب ضوئه
السراج (سيرة حلبية، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۱۸)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دھوپ میں قیام پذیر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی نورانی شعاعیں سورج کی کرنوں پر چھا جاتیں اور جب کبھی چراغ کے روبرو ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کی شعاعوں میں گم ہو جاتی۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رخ انور کا وصف یوں بیان کرتے ہیں:

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالملهم ولا
بالمكلم كان في وجهه تدوير ابيض مشرب۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے نہ تھے اور نہ گول چہرہ کے۔ البتہ تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ مبارک میں پائی جاتی تھی۔“

یعنی چہرہ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لمبا تھا بلکہ دونوں کے درمیان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتدل الخلق بادنا
متناسكا۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعضاء مبارکہ میں اعتدال، بدن گداز اور گھٹا ہوا۔“

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث بخاری میں ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سر استنار وجهه

كأنه قطعة قبر كنا نعرف ذلك منه اى موضع الذى يتبين فيه

السرور وهو جبينه

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرور ہوتے تو آپ کا رخ انور چمک جاتا یوں لگتا جیسے چاند کا ٹکڑا تو ہم اس سرور سے چمکتی ہوئی جبین مبارک کو دیکھ کر آپ کی مسرت کو پہچان لیتے۔“

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرور اور خوش خوش گھر تشریف لائے تو خوشی کی وجہ سے آپ کے رخ انور سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم كدائرة القمر
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور چاند کی گولائی کی مانند تھا۔“

قبیلہ ہمدان کی ایک صالحہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں حج کیا۔ میں نے آپ کو اونٹ پر سوار کعبہ مکرمہ کا طواف کرتے دیکھا۔ آپ کے مبارک ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ کے دوسرے چادریں زیب تن تھیں۔ آپ کے بال مبارک آپ کے مناکب کو مس کر رہے تھے۔ جب آپ حجر اسود کے مقابل آئے تو آپ نے چھڑی مبارک سے استسلا فرمایا اسے اپنے منہ مبارک پر لا کر چوما۔ ابواسحاق فرماتے ہیں کہ اس صالحہ خاتون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ پوچھی تو یوں وصف بیان کیا:

كالقمر ليلة البدر لم أقبله وبعده مثله صلى الله عليه وسلم

”گو یا چودہویں رات کا چاند، میں آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔“

وہ صالحہ خاتون آپ کے حسن و جمال بیان کرنے سے عاجز رہ گئی تھی۔ صلی اللہ

علی حبیبہ واحسن خلقه۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا پوچھا تو یوں گویا ہوئیں:

لورأيتہ لقلت الشمس طالعة

”اگر تو آپ کے رخ انور کو دیکھتا تو تجھے کہنا پڑتا کہ آفتاب جہاں طلوع ہو رہا ہے۔“

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

كان ابيض مليح الوجه (ترندی)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور ملیح اور سفید تھا۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بالابيض الامهق

ولا بالادم

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید چونے کی طرح تھے نہ بالکل گندم گوں کہ سانولا پن ظاہر ہو۔ بلکہ چودہویں رات کے چاند سے روشن، پر نور اور قدرے ملاحت لئے ہوئے تھے۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گندم گوں سرخی مائل تھے۔

ابن اشیر رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت میں لکھا ہے:

انه صلى الله عليه وسلم كان اذا سرا كان وجهه المرأة

وكان الجدر تلاحك وجهه

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرور ہوتے تو رخ انور یوں چمک جاتا گویا آئینہ ہے۔ درود یو ار آپ کے رخ انور میں منعکس ہونے لگتے۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ جمال

جہاں آرا کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے تھے:

لو كنت من شيء سوى بشر كنت المنير لليلة البدر
”اگر آپ بشر کے سوا کوئی اور شے ہوتے تو یقیناً چودھویں رات کو منور کرنے والے ہوتے۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلساء کہتے واقعی سچ ہے۔ اکثر مداحوں نے آپ کو بدر سے تشبیہ دی ہے۔ اس تشبیہ کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی البدر بھی ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو مدینہ طیبہ میں حسن نبوت کی پہلی تجلی کا نظارہ کرنے والی بنونجار کی بچیوں کے وہ نعتیہ اشعار جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر استقبالیہ زمزمے کے طور پر الاپے تھے وہ یہ ہیں:

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
”ہم پر وداعی ٹیلوں کے پیچھے سے چاند ظاہر ہو گیا ہے۔“

وجب الشكر علينا ما دعا لله داع
”اللہ تعالیٰ کے لئے پکارنے والے کی دعوت پر ہمارے لئے شکر واجب ہے۔“

ايها البعوث فينا جنت بالامر المطاع
”آئے ہمارے رسول آپ واقعی قابل اطاعت پیغام لائے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان صلى الله عليه وسلم اسيل الخدين

”اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سہل الخدين ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک رواں تھے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کے رخسار مبارک گداز اور نرم تھے اور آپ کے رخساروں میں ابھار

اور ارتقاع نہیں تھا۔

اور ارتقاع نہیں تھا۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاسالة في الخد الاستطالة وأن لا تكون مرتفع الوجنة

”رخسار مبارک میں اسالت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے رخسار مبارک میں

استطالت (لمبائی) نہیں تھی۔ گال مبارک ابھرے ہوئے اور ان میں ارتقاع

نہیں تھا۔“

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا سے لذت آشنا ہونا چاہے۔

اسے چاہئے کہ وہ چودھویں رات کے تابندہ چاند کا مشاہدہ کرنے سے غفلت نہ برتے کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کے ساتھ چودھویں رات کے چاند کو بوجہ استنارت

(چاندنی) تدویر اور صاحت تشابہ کا علاقہ ہے۔ نیز آپ کا اسم مبارک البدر بھی ہے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کے رخ انور کو بدر سے تشبیہ دی ہے۔ اس من وجہ لیلۃ

البدر کے چاند کو دیکھنے سے رخ انور کی چاندنی، ضیاء نورانیت اور تدویر سے آنکھوں کو

ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔

شیخ عبدالرحیم البرعی متوفی 1400ء فرماتے ہیں:

نبی تغار الشمس من نور وجهه بهی تقی الثغراء اخور ادعج

”سیاق سے مربوط۔ یہ سب اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہے

جن کے چہرہ انور کی تابانی کو دیکھ کر آفتاب بھی شرما کر جھک جاتا ہے وہ ذات

بارئق، پاکیزہ، روشادہ اور سرگیں چشم والے ہیں۔“

توزید بہ الايام حسنا ویزدھی بہ الدین والدنیا بہ یتبرج

”زمانہ جوں جوں گزرتا جاتا ہے آپ کا جمال رو بہ ترقی ہے۔ دین آپ سے سرسبز

وشاداب، دنیا آپ سے مزین اور سیراب۔“

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے لذت آشنا ہو:
سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

اللہ رے فروغ رخ سلطان دو عالم
گرمہ فلک اس کو کہوں بے ادبی ہے

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

جبین مبارک

مداح سید عالم حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسع الجبین و فی

روایۃ مفاض الجبین

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ جبین تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے مفاض
الجبین اس کے معنی بھی کشادہ جبین کے ہیں۔“

کان جبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلتاً ای أملس
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک ملائم تھی۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أجلی الجبین كأنه
السراج المتوقد يتلألأ۔

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک چمکدار اور روشن تھی۔ گویا روشن چراغ
سے نور نکھر رہا ہو۔“

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

متی یدو فی الداجی البہیم جبینہ یلح مصباح الدجی
المتوقد

”اندھیری رات میں آپ کی جبین مبارک نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس
طرح روشن چراغ۔“

فن کان او من قد یكون كأحد نظام الحق او نکال لیلحد
”احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کون تھا اور کون ہو سکتا ہے۔ حق کا نظام قائم کرنے

والا اور لمحوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث جو رخ انور کی تابانی کے بارے میں بیان ہوئی ہے اس میں مزید ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیں بہ جیں ہوتے تو یوں لگتا گویا رخ انور چاند کا ٹکڑا ہے اور پیشانی پر جو بل نمودار ہوتے ہیں ان سے نور کی کرنیں پھوٹتیں۔

دلائل النبوة تہمتی میں ہے کہ ایک صحابی فرماتے ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا رجل حسن

الجسم عظيم الجبهة دقيق الحاجبين

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ حسن و

جمال کا پیکر، کشادہ جبین اور باریک ابرو والے شخص تھے۔“ (مواہب)

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ابرو مبارک

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف ابرو رسالت مآب یوں بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ازج الحواجب

سوا بغ من غير قرن بينهما عرق يدرة الغضب

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک خم دار کمان کی طرح، باریک اور گنجان

تھے۔ دونوں ابرو مبارک مقرون نہیں تھے یعنی جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے

ہوئے نہیں تھے۔ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابرو مبارک کے بارے میں مشاہدہ اس طرح ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم واضح الجبين

مقرون الحاجبين

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چمکتی جبین اور متصل ابرو والے تھے۔“

ام معبد رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے:

أزج اقرون ای مقرون الحاجبين

”بھنویں کمان دار اور باہم ملی ہوئیں۔“

ان روایات میں تضاد اور منافاة نہیں ہے کیونکہ یہ بات مشاہدہ کرنے والے پر منحصر

ہے جس نے جس طرح دیکھا ہے اس نے اپنی وسعت نظر سے بیان کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے

کہ دیکھنے والے کی نگاہ رخ زیبا پر وفور نورانیت کی وجہ سے ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ نیز دو ابرو

مبارک کے درمیان فصل اس قدر کم تھا کہ بغیر وقت نظر معلوم نہ ہوتا تھا۔

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر قرن والی حدیث

صحیح ہے (مدارج)

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلی حدیث سوانح میں غیر قرن والی صحیح ہے یعنی غیر

متصل ابرو اور گنجان تھے۔

ناک مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اقنى العرنين له نور

يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور درمیان میں خمیدہ تھی۔ اس پر نور نمایاں نظر آتا تھا۔ ابتداء دیکھنے والے کو گمان گزرتا کہ ناک مبارک زیادہ بلند ہے۔ لیکن غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا کہ محض نور کی چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ کمال موزونیت تھی اور اعلیٰ درجے کا تناسب پایا جاتا تھا۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

القناء طول الانف ودقة أرنبته وحذب في وسطه وفي

الاضافة تجريد ومبالغة

”ناک مبارک درازی مائل اور باریک درمیان سے ابھری ہوئی۔ اضافت سے

تجريد اور مبالغہ مستفاد ہوتا ہے۔“

کہ نور یعلوہ کے تحت السعد التفازانی فرماتے ہیں:

اجود تعريفاته كيفية تدركها الباصرة أولاً وبواسطتها

تدرك سائر البصريات

”کیفیت کے بیان میں یہ تعریف نفس درجہ کی ہے۔ یعنی وہ ایک کیفیت ہے جسے

پہلے پہل بصارت محسوس کرتی ہے پھر اس کے واسطے سے باقی حواس تمام بصرات

و محسوسات کا ادراک کرتے ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان عليه الصلوة والسلام دقيق العرنين

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک کا اوپر والا حصہ باریک تھا۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

ہے: اقنى الانف ساتھ ہی اس کی وضاحت فرمادی: السائل المرتفع وسطه یعنی

لسبائی میں رواں اور درمیان میں قدرے بلند۔

بنی پر نور پر درخشاں ہے کہ نور کا

ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

آنکھیں مبارک

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم العینین اھذب

الاشفار مشرب العین بحمرة (تہقیق)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں بڑی تھیں اور پلکیں دراز اور آنکھوں کی سفیدی میں سرخ دھاریاں تھیں۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الغم اشکل

العینین منھوس العقب (شکل ترمذی)

”رسول اللہ فراخ دہن تھے آپ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے۔

ایڑی مبارک پر گوشت بہت کم تھا۔“

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء دین اور اصحاب غریب الحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ

ان الشکلة حمرة فی بياض العين وهو محمود عند العرب

جداً

”اشکلتہ آنکھ کی سفیدی میں سرخی کو کہتے ہیں اور عرب آنکھ کی اس کیفیت کو بہت

پسند کرتے ہیں۔“

نیز ایک روایت اشھلۃ العین ہے۔ اشھلۃ ای الحمرة فی سوادھا۔

اشھلۃ کا معنی ہے آنکھ کی سیاہ پتلی میں سرخی۔

اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ سرخی مائل تھیں۔

الحافظ العراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وهی ای الشکلة احدى علامات النبوة ولما سافر الى الشام

مع ميسرة وسأل عنه الراهب ميسرة فقال فی عينيه حمرة

فقال هو هو

”اشکلتہ یعنی آنکھ کی سفیدی میں سرخی علامات نبوت میں سے ایک ہے۔ جب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام میسرہ کی رفاقت میں ملک شام کا تجارتی

سفر کیا تھا۔ تو ایک راہب نے حضرت میسرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

وصف کے بارے میں پوچھا تو حضرت میسرہ نے آپ کے وصف و خدو خال بتاتے

ہوئے کہا کہ آپ کی دونوں چشم میں سرخی ہے۔ تو راہب نے چونک کر کہا کہ وہ یہی

تو ہیں۔“

کتب قدیم سماویہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت نبوت کے طور پر آپ کی

مبارک آنکھوں میں سرخی کی صفت مذکور ہے۔ ایک روایت میں انجلا العینین مروی ہے

یعنی آنکھیں مبارک کشادہ۔ ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فی عينيه دعبج وفي اشفاده وطف

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں سیاہ اور کشادہ اور پلکیں لمبی قدرے مڑی

ہوئی۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أدعج

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں سیاہ اور کشادہ تھیں۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا

حاکم بنا کر بھیجا ایک دن میں لوگوں کو خطاب کر رہا تھا۔ یکا یک میرے سامنے ایک یہودی عالم

کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتابچہ تھا جس میں سے دیکھ کر وہ مجھ سے سوال کرتا تھا۔

اس نے مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا مبارک دریافت کیا۔ میں نے اسے بتایا کہ

وہ نہ تو دراز قامت ہیں اور نہ پست قد۔ یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔
پھر یہودی عالم کہنے لگا کہ جس حد تک آپ نے سید عالم ابوالقاسم کا وصف مبارک بیان کیا ہے
وہ وصف مبارک میرے پاس مرقوم شکل میں موجود ہے۔ مزید یہودی عالم نے کہا:

فی عینیہ حبرۃ، حسن اللہیہ

”آپ کی آنکھوں مبارک میں سرخی ہے اور مبارک داڑھی حسن و جمال کا آئینہ دار
ہے۔“

پھر بتانے لگا کہ اللہ عز و جل کی قسم! واقعی اسی طرح آپ کا سراپا کا وصف ہے اور بعینہ
یہی آپ کا وصف میری آبائی کتابوں میں موجود ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں۔

انہ نبی وانہ رسول اللہ الی الناس کافۃ

”کہ یقیناً آپ نبی ہیں اور بے شک آپ تمام لوگوں کے لئے رسول اللہ ہیں۔“

(مواہب)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان اسود الحدقة اھلب الاشفار

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک (پونے) سرگیں اور پلکیں دراز تھیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم اکحل العینین

”آپ کی آنکھوں کی پلکوں کے اگنے کی جگہ، جسے عربی میں حدقہ کہتے ہیں، خلقت

سرگیں تھی۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا نظرت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت اکحل

”جب تجھے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جائے تو تجھے کہنا پڑے گا کہ

آپ نے سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ خلقت مکحول العینین (سرگیں)

ہیں۔“ (سیرہ حلیہ)

بسان سرمہ سیاہ کردہ خانہ مردم دو چشم تو کہ سیاہ اند سرمہ نا کردہ

بہت سوں نے اپنے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا رکھا

ہے۔ لیکن محبوب رب العالمین کی مبارک آنکھیں بغیر سرمہ لگائے سرگیں ہیں۔ جو

حسن و جمال کا سرچشمہ ہیں۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بصارت مبارک

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں آپ کی بصارت مبارکہ کا یوں وصف فرمایا ہے:

مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى

”یعنی چشم مصطفیٰ (ﷺ) اپنے رب کے دیدار کرنے میں نہ در ماندہ ہوئی اور نہ

حد ادب سے متجاوز ہوئی۔“

علامہ جوہری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سرور عالم ﷺ کی نگاہ مبارک اپنے مقصود کی دید میں محور ہی۔ ادھر ادھر دائیں بائیں کسی چیز کی طرف مائل نہ ہوئی۔ دوسرا معنی یہ ہے نگاہ کا در ماندہ ہو جانا۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے دو پہر کے وقت انسان سورج کو دیکھنے کی کوشش کرے آنکھ اس وقت سورج کی روشنی کی تاب نہیں لاسکتی اور چندھیا جاتی ہے۔ فرمایا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ان انوار کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر چندھیا نہیں گئیں۔ در ماندہ ہو کر بند نہیں ہو گئیں۔ بلکہ جی بھر کر اپنے رب کا دیدار کیا۔ وَمَا طَغَى کہہ کر اپنے محبوب کی چشم پاک کی دوسری شان بیان کی ہے۔ مولانا نور شاہ کشمیری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیدار الہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دولت سرمدی سے نوازا اور اپنے احسان سے عزت افزائی فرمائی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔“

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مگر یہ دیدار ایسا تھا جیسے حبیب اپنے حبیب کا کرتا ہے۔ نہ وہ آنکھیں بند کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ اس میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ ٹٹکی باندھ کر رخ دلدرا کر دیکھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى یعنی شب معراج میں آپ کی نگاہ مبارک نے ان آیات کے دیکھنے سے عدول و تجاوز نہیں فرمایا کہ جن کے دیکھنے کے لئے آپ مامور تھے۔ (زرقاتی)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى فِي الظُّلُمَةِ كَمَا

يَرَى فِي النَّهَارِ فِي الضُّوءِ (بیہقی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھتے تھے۔ جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا

فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ إِنِّي لَأُرَاقِمُ مِنْ

وَدَاءِ ظَهْرِي (بخاری)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو۔ اللہ

عز وجل کی قسم! مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں ہے اور میں بلا شک تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔“

خشوع کے معنی ہیں عجز و نیاز۔ یہ دل کی کیفیت ہے۔ مذکور الصدر حدیث کے مدلول سے معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ سے دل کی کیفیتیں بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔

آئے فروغت صبح آثار و دھور چشم تو بیندہ مانی الصدور (اقبال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى مَا وَدَّانِي كَمَا أَنْظُرُ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ (دلائل النبوة، ابونعیم)

”بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔“

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي أُرَى مَا لَا تَرَوْنَ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں

دیکھ سکتے۔“

مشہور شاعر ائشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

نبی یوی ما لا ترون وذکرہ أغار لعبری فی البلاد وأنجد
”وہ ایسے جلیل القدر نبی ہیں جو ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے اور
مجھے میری عمر کی قسم! ان کی شہرت ملک ملک پھیل چکی ہے۔“
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ مرتین، مرة
ببصرة ومرة بفوادة۔ (طبرانی)

”بلاشبہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک دفعہ سر کی آنکھ سے اور ایک
بار دل کی آنکھ سے۔“

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أنا أقول بحديث ابن عباس، بعينه رأى ربہ، راه راه حتى
انقطع نفسه

”میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے مطابق عقیدہ رکھتا ہوں کہ آپ
نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اسے دیکھا اسے دیکھا کہتے رہے یہاں
تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

کان مبارک اور سماعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مبارک متناسب تھا اسی اصول کے تحت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک ہر صورت میں کامل اور تام تھے۔ (مدارج) شیخ محمد عبدالحق
دہلوی لکھتے ہیں:

بیان ماہیت اذن شریف و سائر صفات آں دریں کتب یافتہ نقدہ است جز آن کہ در
جامع کبیر آورده اند کہ بود آں حضرت تام الاذنین۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کی ماہیت اور اس کی تمام صفات کا بیان
سیرت وغیرہ کتب میں مذکور نہیں ہے سوائے جامع کبیر کے۔ جس میں ہے کہ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم تام الاذنین تھے۔ یعنی ہر دو کان مبارک کامل اور تام تھے۔ ان میں وحی الہی
کے سننے کی پوری پوری صلاحیت واستعداد تھی۔

وحی الہی کی سماعت کے لئے آلہ سماعت کا حسی اور جسمانی لحاظ سے تام اور کامل ہونا
ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت کا یہ عالم تھا کہ آپ صحابہ کرام سے
فرماتے ہیں:

انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون أظت السماء و

حق له أن تنط ليس فيها موضع اربع اصابع الا و ملک

واضع جبهته ساجداً لله تعالیٰ (ترمذی)

”میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچراتا

ہے اور اسے حق ہے کہ وہ چرچرائے کہ آسمان میں چہار انگشت جگہ نہیں ہے جہاں

کوئی فرشتہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو۔“

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم بارگاہ رسالت میں

حاضر تھے۔

بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اصحابہ اذ قال
لہم تسبعون ما أسمع قالوا ما نسمع من شیء۔ قال انی
لأسمع أطيظ السماء وما تلام أن تنط وما فیہا موضع شبر
الا وعلیہ ملک ساجد او قائم (ابونعیم)

”آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
عرض کیا ہم کوئی شے نہیں سن پاتے۔ آپ نے فرمایا میں آسمان کے چرچرانے کی
آواز سن رہا ہوں۔ اسے چرچرانا چاہئے اس میں ایک بالشت کے قدر جگہ نہیں ہے
جہاں کوئی فرشتہ سجدہ و قیام نہ کر رہا ہو۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

دہن، دندان مبارک اور لب مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ دہن تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف دہن مبارک یوں بیان کرتے ہیں:
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم۔ أشنب مفلج
الاسنان

”آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ کشادہ تھا۔ یعنی تنگ دہن نہ تھے۔ آپ
کے دانت مبارک باریک اور آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں
قدرے فصل تھے۔“

اہل عرب مرد کے لئے کشادہ دہنی کو پسندیدہ اور محمود سمجھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصف دہن مبارک یوں بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الفتنین اذا تکلم
رأى كالنور یخرج من بین ثنایاہ (شمال)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ ان کے

مابین قدرے باریک فصل تھا۔ یعنی آپس میں جڑے ہوئے نہ تھے۔ جب آپ

گفتگو فرماتے تو نور سا جھلکتا جو سامنے کے دانتوں کے فصل سے نمودار ہوتا تھا۔“

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کوئی محسوس مبصر شے تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے دندان مبارک کے درمیانی فصل سے نمودار ہوتی تھی۔ الغرض سید عالم شاہِ خواباں
کے سراپا کی ہر شے حسن کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

مبلج الثنایا

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان (ثنایا) مبارک روشن تھے۔“
ابن عساکر نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براق الثناید روایت کیا ہے۔ یعنی آپ کے
ثنایا مبارک چمکدار تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہونٹ مبارک اگر دانتوں سے تبسم اور خٹک کی حالت میں الگ ہوتے تو دانت مبارک یوں
معلوم ہوتے جیسے کہ اولوں کے دانے (جو پردہ میں تھے اور اب ظاہر ہو گئے ہیں) ان کی
سفیدی اور چمک، صفائی اور طوبت اولوں کی مانند معلوم ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان
مبارک کا مسوڑھوں اور جڑوں کے اندر جڑاؤ انتہائی حسین انداز میں تھا اور ترتیب میں کامل
حسن محسوس ہوتا۔ (الوفا)

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یوں نغمہ سرا ہیں:

كأنما اللؤلؤ المكنون في صدف من معدن منطلق منه و مبتسم
”گویا مہ صدف میں چھپا رہنے والا آبدار موتی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
معدن نطق اور تبسم سے ہے۔“

معدن نطق دل ہے جس سے کلام بذریعہ زبان ظاہر ہوتا ہے اور معدن تبسم دہن مبارک
ہے۔ جس سے دندان مبارک ظاہر ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ درمکنون جو نہایت ہی آب
و تاب والے ہوتے ہیں گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور دندان مبارک درمکنون ہیں
جو آپ کے معدن نطق اور معدن تبسم سے ظاہر ہوتے ہیں اس شعر میں بجائے تشبیہ کے عکس
تشبیہ ہے۔ ممدوح یعنی شاہ خواہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور دندان مبارک کو
درمکنون سے تشبیہ دینی تھی۔ مگر شاعر نے اس کے برعکس درمکنون کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام اور دندان مبارک سے تشبیہ دی ہے۔ یہ عکس تشبیہ ہے جو فن بیان میں تشبیہ سے زیادہ
بلغ اور حسین ہوتا ہے۔ شعر کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور دندان

مبارک حسن اور آب و تاب میں چمکدار موتیوں سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اوسط میں ہے:
كان عليه الصلوة والسلام احسن عبد الله شفتين والطفهم

ختم فم
”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب اللہ عزوجل کے تمام بندوں کے لبوں
سے زیادہ حسین تھے اور مہر آسا غنچہ دہن بہت ہی لطیف تھا۔“

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

لعاب دہن مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن مبارک مریضوں کے لئے شفاء، خستہ دلوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے آب حیات تھا۔ حضرت سعد بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لا عطین
الرأیة غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ، فلما أصبح الناس غدوا علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یرجوا أن یعطھا۔ قال ابن
علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ فقالوا ہو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم یشتکی عینیہ، قل أرسلوا الیہ
فأتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ حتی کان لم یکن بہ
وجع (بخاری)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو
اسلامی افواج کی کمان کا پرچم دوں گا جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے اس گروہ
کی فتح و نصرت مقدر کر رکھی ہے۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا
ہے اللہ اور اس کا رسول اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو گروہ میں
شریک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص
یہ امید لئے ہوئے کہ یہ شرف شائد اسے نصیب ہو۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے متعلق دریافت کیا۔ عرض کیا گیا کہ وہ عارضہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔
فرمایا انہیں بلاؤ۔ وہ لائے گئے آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اس

پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آشوب زدہ آنکھیں صحت یاب ہو گئیں گویا ان
میں درو تھائی نہیں۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أتی بدلو من ماء فشرّب من الدلو ثم صب فی البئر ففاح
منھا مثل رائحة المسک

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کنویں کے پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر ڈول میں بچا ہوا پانی کنویں
میں ڈال دیا آپ کے منہ مبارک سے بچا ہوا پانی جو نبی کنویں میں پہنچا اس میں
سے مشک کی سی مہک آنے لگی۔“

واکل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

یزق فی بئر فی دار انس فلم یکن بالمدينة بئر عذب منها

(ابو نعیم)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے گھر میں واقع کنویں میں ڈالا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ
شیریں اور لذیذ پانی کسی دوسرے کنویں کا نہ تھا۔“

تنبہتی نے روایت کیا ہے:

كان عليه الصلوة والسلام يوم عاشوراء يدعو برضاعه و
رضاء ابنته فاطمة فيتفل في افواههم ويقول لأمهات
لا توضعنهم الى الليل فكان ريقه يجرنهم

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمسایوں اور اپنی بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے شیر خوار بچوں کو عاشور کے دن بلوایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب

دہن ٹپکایا اور ان کی ماؤں سے فرمایا کہ رات تک ان کو دودھ نہ دیا جائے تو آپ کا لعاب دہن ان کو رات تک کافی رہا۔
حضرت فدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے سفید ہو گئی تھیں۔

كان لا يبصر بهما شيئاً فنفت رسول الله صلى الله عليه وسلم في عيه فأنبصر۔ فرأيتہ يدخل الخيط في الابرة وهو ابن ثمانين۔ (زرقانی علی الموابہ)
”انہیں دونوں آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو وہ بینا ہو گئیں۔ راوی کا قول ہے کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ 80 سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈالا کرتے تھے۔“

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رميت بسهم يوم بدر ففقت عيني فبصق فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ودعالي فباذاني منها شيء
”بدر کے دن میری آنکھوں میں تیر لگا تو پھوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی پس مجھے اس تیر کے زخم لگنے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔“

جنگ بدر میں ابو جہل کو جہنم رسید کرتے ہوئے حضرت معاذ بن عفراء کا ہاتھ کٹ گیا۔

فجاء يحمل يده فبصق عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم والصقها فلصقت (شفاء)

”و آپ اس کٹے ہوئے ہاتھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ

نے اپنا لعاب دہن لگا کر اس ہاتھ کو اس کی جگہ لگا دیا تو وہ ہاتھ وہیں پر چپک گیا۔“
احادیث و سیر کی کتابوں میں ایسے بے شمار واقعات درج ہیں لیکن دامن اوراق میں اتنی وسعت نہیں کہ انہیں سمو سکے۔

دامان نگاہ جنگ و گل حسن تو بسیار گل چیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

خُحْک و تبسم مبارک

خُحْک و تبسم کی حالت میں انسان کا چہرہ شگفتہ ہو جاتا ہے اور سرور و خوشی سے اگلے دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ آواز پیدا ہو اور دور تک سنی جائے تو اس کو قہقہہ کہتے ہیں۔ اگر بالکل آواز نہ ہو اور لب شگفتگی سے کھل جائیں تو اس کو تبسم کہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ تبسم کا معنی لب شیریں کرنا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے۔ کبھی کبھی خُحْک کی حد تک ہنستے تھے اور قہقہہ آپ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجعاً قط

ضاحکاً حتی اری منه لہوائہ انما کان یتبسم

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی خندہ زن نہیں دیکھا کہ آپ کے لبوات مبارک ظاہر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تبسم ہی فرماتے تھے۔ لبوات جمع ہے لبہات کی۔ یعنی گوشت کا وہ حصہ (کوا) جو خجرہ کے اوپر ہوتا ہے اور منہ کا اندرونی انتہائی حصہ۔“

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جل ضحکہ التبسم یفتقر عنہ مثل حب الغمام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اکثر تبسم مبارک ہوتی تھی۔ اس وقت آپ کے دندان مبارک اولوں کی طرح چمکدار اور سفید ظاہر ہوتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حالات میں تبسم سے زائد نہ ہنستے تھے۔ کبھی کبھی خُحْک بھی فرماتے تھے۔

حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم لا یضحک الا تبسماً فکنت اذا

نظرت الیہ قلت اکحل العینین ولیس باکحل۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم کی حد تک ہوتا تھا۔ جب بھی میں آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوتا تو میں خیال کرتا کہ آپ نے اپنی آنکھوں مبارک میں سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ بلکہ خلقۃ آپ کی آنکھیں سرگیں تھیں۔“

حضرت حارث بن جزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مارأیت احداً اکثر تبسماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔“

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما حجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلمت ولا

رائی الا ضحک

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اسلام لانے کے بعد کبھی حاضری سے نہیں

روکا۔ اور جو نبی مجھے دیکھتے تو ہنس دیتے۔“

اور دوسری روایت میں ہے:

ولا رائی الا تبسم ”جو نبی دیکھتے تبسم فرماتے۔“

دوسری روایت اس لئے ذکر کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پہلی روایت میں خُحْک سے مراد تبسم ہے اور یہ تبسم اظہار مسرت کے لئے ہوتا تھا۔ کیونکہ خندہ پیشانی سے ملنا دوسرے کے لئے انبساط اور شادمانی کا موجب ہوتا ہے۔

ما علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہ یوسف ہذہ الامۃ وہ اس امت کے یوسف ہیں۔ یعنی حسن یوسف کے پیکر تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وفور حسن کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إذا ضحك صلى الله عليه وسلم يتلألاء في الجدر (نبیہی)
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ درود یوار آپ کی
 مسکراہٹ سے یوں چمک جاتے جس طرح وہ آفتاب کی کرنوں سے روشن ہو جاتی ہیں۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بکا مبارک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بکا مبارک بھی شحک کی طرح بے آواز ہوتا تھا۔ غم کے
 وقت مبارک آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے۔ سینہ مبارک سے ہانڈی کے ابلنے کی سی
 آواز پیدا ہوتی۔ ایک روایت میں ہے کہ گریہ کے وقت سینہ مبارک سے بچکی کے چلنے کی سی
 آواز نکلتی تھی۔ آپ کا گریہ اللہ عزوجل کی صفت جلال کے متجلی ہونے کی وجہ سے ہوتا۔ یا
 امت پر شفقت اور رحمت کی وجہ سے ہوتا کبھی قرآن حکیم سن کر گریہ کنائیں ہوتے اور
 کبھی نماز میں کمال خشوع و خضوع کی حالت میں گریہ فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أتیت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يصلي ولجوفه

اذين كاذين العرجل من البكاء

”میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے
 تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسی ہنڈیا کے
 ابلنے سے نکلتی ہے۔ نماز میں یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال خشوع و
 خضوع کی وجہ سے تھی۔“

علامہ عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر
 اس وقت طاری ہوتی جب اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ اور جمالیہ دونوں صفات کا بیک وقت
 ظہور ہوتا۔ صفات جلالیہ بغیر صفات جمالیہ کے ظہور کے کوئی شے اس کی قوت برداشت نہیں
 رکھتی۔ دونوں صفات باہم مل کر اعتدال کے ساتھ تجلی ریز ہوتی ہیں۔ جب بھی آپ کے
 قلب اقدس پر صفت جمال متجلی ہوتی تو قلب اقدس نور، سرور، ملاطفت، محبت و انس اور فرح
 و کشادگی سے معمور ہو جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے امت مسلمہ کے مشائخ
 سلوک ان ہر دو تجلیات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ نیز جب صفت جلالی متجلی ہوتی ہے۔ تو

خوف، قلق اور وجد پیدا ہوتا ہے۔ (اتھلی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قال، لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی فقلت یا رسول اللہ اقرء وعلیک انزل۔ قال انی احب ان أسعہ من غیری۔ فقرأت سورة النساء حتی بلغت وَجَنَّا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا فقال فرأیت عینی رسول اللہ تہلن۔ (شامل)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن حکیم سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر تو قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔ میری کیا مجال کہ میں آپ کو سناؤں۔ آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی دوسرے سے سنوں۔ تب میں سورۃ النساء پڑھنے لگا۔ جب میں اس آیت

فَكَيْفَ إِذَا جُئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجَنَّا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

پر پہنچا تو میں نے رخ انور کو دیکھا تو آپ کی دونوں مبارک آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ له تفتضی فأحتضنها فوضعها بین یدیه فماتت وہی بین یدیه و صاحت أم ایمن فقال یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم أتبکین عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقالت الست أراک تبکی، فقال انی لست أبکی۔ انما ہی رحمة ان المومن بکل خیر علی کل حال ان نفسه تنزع من بین جنبیه وهو یحمد اللہ تعالیٰ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دختر نیک اختر قریب الوفات تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی رحمتوں بھری گود میں لیا اور اپنی کریم نگاہوں کے

سامنے رکھا۔ اسی اثناء میں معصومہ نے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کی خادمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا چلا کر رونے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ اللہ عزوجل کے رسول کے سامنے چلا کر روتی ہو؟ ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے غم میں اشکبار تھے۔ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا آپ بھی تو اشکبار ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کیفیت میں رونا منع نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اظہار ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی روح قبض کی جاتی ہے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء کر رہا ہوتا ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان بن مظعون

وهو میت وهو یبکی۔ قال عینا تھرا قان

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی میت کو بوسہ دیا، اس وقت آپ کی مبارک آنکھیں چھم چھم اشکبار تھیں۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

آواز اور کلام مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک نہایت درجہ شیریں اور مٹھاس بھری تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

كان صلي الله عليه وسلم احسن الناس صوتاً واحلاهم
”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک لوگوں کی آواز سے زیادہ حسین اور زیادہ
شیریں تھی۔ آپ جیسا کوئی شخص آواز اور شیریں کلام نہ تھا اور آپ کے کلام کے
وصف میں ہے کہ آپ کی زبان گچی تھی۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان اصدق الناس لهجة والينهم عريكة
”رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ گچی زبان والے اور نرم مزاج تھے۔“
حضرت ابو قرق صافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، میری والدہ اور خالہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیعت کیلئے حاضر ہوئے۔ جب ہم واپس لوٹے تو میری
امی اور خالہ نے مجھے کہا بیٹا!

مارأينا مثل هذا الرجل أحسن وجها ولا أنقى ثوبا ولا ألين

كلاما و رأينا كالنور يخرج من فيه (مواعظ)

”ہم نے اس عظیم شخص جیسا حسن و جمال کا پیکر کہیں نہیں دیکھا، نہ ایسا پاک و
شفاف لباس والا اور نہ ایسا نرم و شیریں کلام والا آنکھوں نے دیکھا۔ ہم نے غور
سے دیکھا جب آپ گویا ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غنچہ دہن سے نور سا
جھلکتا ہے۔ آپ حروف کے بخارج صحیح اور صاف صاف ادا کرتے تھے۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما بعث الله نبيا قط الا بعثه حسن الوجه حسن الصوت

حتى بعث الله نبيكم صلى الله عليه وسلم فبعثه حسن

الوجه حسن الصوت (ابن عساكر)

”اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کا چہرہ اقدس حسین اور آواز شیریں نہ ہو۔“

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا جو ان سب سے

زیادہ حسن و جمال اور حسین آواز کے مالک تھے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے:

انه كان اذا تكلم راي كالنور يخرج من ثنياه وقد كان

صوته عليه الصلوة والسلام يبلغ حيث لا يبلغه صوت غيره

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو آپ کے ثنایا (دندان) مبارک

سے نور سا برآمد ہوتا۔ آپ کی آواز وہاں تک پہنچتی جہاں کسی دوسرے کی آواز نہ پہنچ

پاتی۔“ (ترمذی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اسع العواتق

في حدودهن (بیہقی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا: سب نے سنا حتیٰ کہ پردہ نشین

خواتین نے اپنے حرم سرا میں سنا۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة على

المنبر فقال للناس اجلسوا فسمعه عبد الله بن رواحة وهو

في بني غنم فجلس في مكانه (ابو نعیم)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطاب فرمانے کے لیے منبر پر جلوہ افروز

ہوئے حاضرین کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی غنم میں تھے، وہاں فرمان رسالت مآب سنا جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے۔
حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كنا نسمع قراءة النبي صلى الله عليه وسلم في خوف الليل
عند الكعبة وأنا على عريشي (ابن ماجہ)

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت مبارک مکہ مکرمہ میں آدھی رات کو سنا کرتے تھے۔ جبکہ میں اپنی کنیا میں ہوتی تھی۔“

دردل ہر امتی گر حق مرزہ است روی و آواز پیبر معجزہ است

اگر امتی کے دل میں لذت حق شناسی ہے۔ تو روئے مصطفیٰ اور آواز جان فزا ایک معجزہ ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک معجزانہ طور پر بلا تکلف دور و نزدیک سامعین تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ کے وعظ، خطابات، تحویف و تبشیر کے بیانات لوگ آسانی سے سن اور سمجھ سکتے تھے۔ مستورات اپنے اپنے گھروں میں آپ کا وعظ و خطاب بخوبی سنتی و سمجھتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا تو سب لوگوں نے جہاں جہاں کوئی تھا اسے سنا اور سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے وصف میں مروی ہے:

كان صلى الله عليه وسلم حلو المنطق فصل (ترمذی)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیریں بیان اور حق و باطل میں فرق کرنے والے تھے۔ یا آپ کے کلام کا ایک ایک کلمہ غنچہ دہن سے درافشاں ہوتا تھا۔“

لانزد ولا هزرد

”کلام مبارک نہ اتنا مختصر کہ سمجھانہ جاسکے اور نہ اتنا لمبا کہ اکتا جائے۔ یا نہ اتنا پیچیدہ اور باہم خلط ملط کہ سمجھانہ جاسکے۔“

كان منطقه عزرات نظم يحدرون (ترمذی)

”گویا آپ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے کلمات مقدسہ سفید موتی و گوہر ہیں۔“

جو یکے بعد دیگرے درفشاں ہو رہے ہیں۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسرد سردكم هذا
ولكنه كان يتكلم بكلام بين فصل يحفظه من جلسه اليه

(شمال ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تو ہمارے کلام کی طرح لگاتار اور جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ صاف واضح اور ہر کلمہ اور ہر مضمون ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ جو شخص مجلس میں موجود ہوتا وہ اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتا تھا۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيد الكلمة ثلاثا
لتعقل عنه (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات کو تین تین بار دہراتے تھے۔ تاکہ سامع اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔ اگر مضمون کلام مشکل ہوتا یا مجمع کثیر ہوتا تو تینوں سمت رخ انور گھما کر تین مرتبہ بات دہراتے تاکہ سامعین کلام مبارک کو اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ نیز آپ سامعین کا خیال فرما کر انکے ذہن، ظرف اور ماحول کے مطابق کلام فرماتے تھے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم متواصل الاحزان
دائم الفكرة ليست له راحة طویل السكت لا يتكلم في غير

حاجة۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر غمگین رہتے اور ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے۔ کسی وقت آپ راحت و سکون نہ پاتے اکثر اوقات خاموش رہتے اور بلا ضرورت کلام

نہ فرماتے۔“

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غم زدہ رہتے۔ اس لئے آپ کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ حد سے زیادہ خوشی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حدیث میں ہے:

ان الله يحب كل قلب حزين (طبرانی)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر غم زدہ دل کو پسند کرتا ہے۔“

اسی وجہ سے آپ ہمیشہ زیادہ تر خاموش رہتے۔ ہمیشہ سوچتے رہتے۔ اکثر آپ اللہ تعالیٰ کے جلال، کبریائی اور عظمت کے مشاہدات میں غور و فکر کرتے رہتے۔ جو سکوت دوام اور عدم راحت کا متقاضی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

تفكر ساعة خير من عبادة سنة و في رواية من عبادة ستين

سنة (ترمذی)

”ایک لمحہ کا غور و فکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ

ساتھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔“

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

من كان يومئذ بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو يسكت۔

(ترمذی)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر بات کہے یا خاموش رہے۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ليتني كنت اخرس الا عن ذكر الله

”کاش میں گونگا ہوتا، بجز اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔“

محمد شین کرام فرماتے ہیں:

كيف يتصور أن يتكلم بما لا يعنى و في شأنه نزل، وَمَا يُطِيقُ

عَنِ النَّهْوِ (ترمذی)

”یہ کیونکر ممکن ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے بغیر کلام فرمائیں جب

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔“

وَمَا يُطِيقُ عَنِ النَّهْوِ وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔

يفتح الكلام ويختتمه باسم الله ويتكلم بجوامع الكلم۔ (ترمذی)

آپ اپنے کلام کو بسم اللہ سے شروع کرتے اور الحمد للہ پر ختم کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جوامع الکلم ہوتا۔ جوامع الکلم کا معنی ہے وہ کلام جس کے الفاظ تھوڑے ہوں اور

معانی بہت۔ یوں تو جوامع الکلم بے شمار ہیں مگر ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس جمع کئے ہیں اور ان کی مفصل شرح لکھی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الوسائل شرح شامل

میں چالیس جوامع الکلم جمع کئے ہیں۔ صاحب ذوق حضرات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کلامہ فصل ولا فضول ولا تقصير (ترمذی)

”آپ کے کلام میں کلمات الگ الگ اور دوسرے سے ممتاز ہوتے تھے۔ نہ اس

میں فضولیات ہوتے اور نہ کوتاہیاں۔“

اذا أشار وأشار بكفه كلها واذا تعجب قلبها واذا تحدث اتصل

بها وضرب براحته اليمنى بطن ابهامه اليسرى۔ (ترمذی)

”جب آپ کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کی ہتھیلی سے

اشارہ فرماتے اس کی وجہ یہ تھی کہ انگلیوں سے اشارہ کرنا تواضع کے خلاف ہے۔

اس لئے آپ پورے ہاتھ کی ہتھیلی سے اشارہ فرماتے جب کسی بات پر تعجب

فرماتے تو ہاتھ کو الٹ دیتے تھے اور جب بات کرتے تو ہاتھ کو ملا لیتے تھے۔ کبھی

گفتگو کے ساتھ ہاتھوں کو بھی حرکت دیتے تھے اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ

کے انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے۔“

گردن مبارک

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں نقل کیا ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس عنقاً (ترمذی)
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک بہت حسین تھی:

حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور حلیہ مبارک بتایا۔ اس میں باقی اوصاف کے علاوہ آپ کی گردن مبارک کا یوں وصف بیان فرمایا:

کان عنقه ابریق فضة (ترمذی)
”گویا آپ کی گردن مبارک چاندی سے ڈھلی صراحی ہے۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان عنقه جید دمیة فی صفاء الفضة (ترمذی)
”آپ کی گردن مبارک موزوں و متناسب اور حسن و جمال کا مرتع تھی گویا یوں جیسے مورتی کی گردن جو چاندی کی صفائی سے خوبصورت ڈھالی گئی ہو۔“

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں فرمایا آپ کی گردن مبارک بلند تھی۔ یعنی اس میں قدرے درازی تھی جو علامت سرفرازی تھی۔

(الوفاء)

عثمان بن عبد الملک روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی اور وہ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک صفائی اور سفیدی کے لحاظ سے چاندی کی صراحی کی مانند تھی۔ (الوفاء)

حضرت شیخ الحدیث محمد عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان جید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابيض کأنما
صیغ من فضة (شاکل)
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن سفید تھی گویا چاندی سے ڈھالی گئی ہے۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

مناکب مبارک

منکب عربی میں مونڈھے کو کہتے ہیں۔ یعنی بازو اور شانہ کا محل اجتماع۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعید ما بین المنکبین

”بعید کو بطور تصغیر بھی پڑھا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں میں مناسب فاصلہ تھا۔ یعنی قدرے بعد اور دوری تھی۔ اس سے آپ کے سینہ مبارک کا چوڑا ہونا معلوم ہوتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک ظاہر ہو جاتے تو کانہما سبیکۃ فضۃ۔ گویا چاندی سے ڈھلے ہیں۔

(ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربواً بعید المنکبین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں میں تناسب اور قدرے فاصلہ تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأیت من ذی لہبۃ فی حلۃ حبواء احسن من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لہ شعر یضرب منکبہ بعید ما بین

المنکبین لم یکن بالقصیر ولا بالطویل

میں نے گیسو دراز، سرخ جوڑے میں ملبوس کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ کے بال مبارک کندھوں کو مس کر رہے تھے۔ آپ کے کندھوں کے مابین قدرے فاصلہ تھا۔ اور آپ نہ دراز قامت تھے اور نہ پست۔ (شامل)

سینہ اور پیٹ مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریض الصدر بعید

ما بین المنکبین ضخم انور المتجرد۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ تھا۔ آپ کے دونوں کندھوں کے مابین قدرے فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں جو قوت اور طاقت کی دلیل ہیں۔ بدن پر کپڑا نہ ہونے کی صورت میں جسم اقدس روشن اور چمکدار نظر آتا تھا۔ یادہ حصہ بدن جو کپڑوں سے باہر ہوتا ہے روشن اور چمکدار تھا اور وہ حصہ بدن جو کپڑوں میں ملبوس ہوتا ہے اس کی چمک اور روشنی کے کیا کہنے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس صدراً۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ نخی دل والے تھے۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ مہبط وحی سینہ اقدس کا وصف یوں بیان کرتے ہیں:

هو معتدل الخلق بادن متماسک سواء البطن والصدر،

عریض الصدر (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ معتدل، متناسب اور پر گوشت تھے اور

بدن مبارک گھٹنا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مبارک، ہموار تھا اور سینہ مبارک کشادہ تھا۔“

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو پیٹ کی بڑائی اور توند نکلنے نے عیب دار نہیں کیا۔ (الوفاء)۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری نظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن اقدس پر پڑی تو مجھے تہ بہ تہ رکھے ہوئے اور اراق یاد آئے۔ ملائمت اور سفیدی کے لحاظ

سے۔ (الوفا)

مخزش کعھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرانہ سے رات کے وقت عمرہ کا احرام باندھا تھا تو میں نے آپ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا گویا وہ چاندی پگھلا کر ڈھالی گئی ہے اور جب پشت اقدس کی سفیدی اور درباری کا یہ عالم ہے تو لامحالہ پیٹ مبارک کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ آپ کے سینہ مبارک کی جسمانی اور معنوی کیفیت تعبیر سے ماوراء ہے۔ یہ وہ سینہ اقدس ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ اور صفات جمالیہ کی تجلیات و انوار کے سمونے کی وسعتیں اور صلاحیتیں بوجہ اتم پائی جاتی ہیں قرآن حکیم نے صدر رسالت مآب کے انشراح کا یوں ذکر کیا ہے:

أَلَمْ نُشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

”کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا صدر اقدس کشادہ نہیں کر دیا۔“

یہاں انشراح صدر معنوی اور حسی دونوں طرح مدلول اور مفہوم ہے۔ اگر انشراح صدر صرف معنوی مراد لیں اور جسمانی مراد نہ ہو تو ظرف اور مظروف کا تطابق متصور نہ ہوگا۔ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ مظروف اپنے ظرف کے حدود کے مطابق ہوتا ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدر مبارک میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے ہیں۔ اور لوازمات نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کا بڑا وسیع حوصلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدر پاک (سینہ) میں جو علوم و معارف ارزاں فرمائے۔ انہیں عقل انسانی احاطہ نہیں کر سکتی۔“

اسے بوعیری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نظم فرمایا ہے:

فإن من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

”دنیا و آخرت دونوں آپ کے جود و کرم کے خوان کرم ہیں اور لوح و قلم آپ کے علوم کا حصہ ہیں۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کے دوسرے مصرعے کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں۔ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

مولانا عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات تک پہنچنے کا تقاضا کرتی تھی قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشناک کی وجہ سے ان پر فائز ہونا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب سینہ مبارک کو کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا۔ وہ دشواریاں جاتی رہیں اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔

(ماخوذ از ضیاء القرآن)

مسر بہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لکیر خط مستقیم کی مانند تھی۔ اس بالوں کی مستقیم لکیر کو عرب مسر بہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ذا مسربة
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک مستقیم لکیر تھی۔“

اور ان کی دوسری روایت میں ہے

طویل المسربة
”یعنی سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لمبی اور مستقیم دھاری تھی۔“
ان کی ایک روایت میں ہے:

اجرد ذو مسربة

”یعنی آپ کے بدن مبارک پر معمول سے زائد بال نہیں تھے۔“

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو، پنڈلیاں وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انور المتجرد موصول ما بين اللبة والسرة بشعر يجرى
كالخط عاري الثديين والبطن مما سوى ذلك اشعر
الذراعين وال منكبين واعالي الصدر اور دوسری روایت میں دقیق

المسربة آیا ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا وہ حصہ جو کپڑے میں ملبوس نہیں ہوتا وہ چمکدار اور شفاف تھا یا وہ عضو جس پر بال نہیں تھے وہ چمکدار اور شفاف تھا۔ سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی متصل خط مستقیم کی طرح ایک باریک دھاری تھی۔ آپ کے دونوں پستان اور بطن مبارک مسر بہ کے سوا بالوں سے خالی تھے۔“

حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

له شعر من لبتہ الی سرتہ یجری کالقضیب لیس فی بطنہ
ولا صدرہ شعر غیرہ

”آپ کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک چھڑی کی طرح بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ کے بطن اور سینہ مبارک پر اس کے سوا بال نہ تھے۔ البتہ کہنیوں سے درمیانی انگلی تک دونوں شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال نہ تھے۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ناف مبارک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقطوع السرة یعنی ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسروراً مختوناً (رواہ ابن عساکر)
 ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسروراً ای مقطوع السرة
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور پیدا ہوئے یعنی ناف بریدہ۔“

حضرت شیخ محدث محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بدانکہ جمہور اہل سیر برآند کہ ان سرور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کردہ و ناف
 بریدہ متولد شد۔ از انس مرویست۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من کرامتی علی ربی انی ولدت مختوناً، لم یواحد
 سوائی واین اشارتست بحکمت تولد بریں وجہ و بعضی علماء ایں نیز گفتہ اند
 کہ تا ہیچ مخلوقی در تکمیل خلقت آن حضرت دخلی نداشته باشد و نیز تا عیبی
 بوی لاحق نشود

”جمہور اہل سیر اس بات کے قائل ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور
 ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری عزت و
 کرامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مختون پیدا ہوا ہوں اور میری شرمگاہ کو کسی
 نے نہیں دیکھا۔ اسی حکمت کے پیش نظر آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بعض علماء نے
 اس کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے اس لئے کہ یہ نقص ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ختنہ

کردہ اور ناف بریدہ پیدا فرمایا تاکہ کوئی شخص آپ کی تکمیل خلقت میں شریک اور
 دخل نہ ہو جائے اور نہ ہی کوئی عیب آپ سے منسوب ہو جبکہ آپ تمام عیوب اور
 نقائص سے پاک ہیں۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
 علی حبیبک خیر الخلق کلهم

بغل مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه في

الدعاء حتى رايت بياض ابطيه (ترمذی)

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کا مشاہدہ کیا۔“

اس پر حضرت علامہ طبری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی بياض آپ کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ یہ مشاہدہ ہے کہ دوسرے لوگوں کی بغل ان کے جسم کی رنگت سے مختلف ہوتی ہے۔ اور اس میں سیاہی غالب ہوتی ہے۔ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک کا رنگ سرفی مائل سفید تھا۔ جو آپ کے بدن مبارک کے ہم رنگ تھا۔

حضرت عبد اللہ بن اقرم الخزاعی فرماتے ہیں:

قد صلى معه صلى الله عليه وسلم كنت انظر الى عفرة

ابطيه (ترمذی)

”اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے آپ کی بغل

مبارک کی سفیدی کا مشاہدہ کیا۔“

آپ کی بغلوں میں بال ہونے یا نہ ہونے میں احادیث میں اختلاف ہے۔ اگر بالوں کے اثبات والی حدیث کو تسلیم کیا جائے تو یہ سنت قائم کرنے کے لئے تھا۔ اگر اس کے برعکس علامہ قرطبی کا قول لیا جائے کہ آپ کی بغلوں میں بال خلقۃ نہ تھے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

بنی عریش کے ایک شخص نے بیان کیا ہے:

ضمنی رسول الله صلى الله عليه وسلم فسال على من

عرق ابطيه مثل ریح المسك (رواہ البزار)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بغل گیر ہوئے تو آپ کی بغلوں کا پسینہ مبارک

مجھے لگ گیا جس کی خوشبو مشک جیسی تھی۔“ (مواہب)

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ہڈیوں کے مفصل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان صلى الله عليه وسلم ضخم الكواضيس
رسول الله صلى الله عليه وسلم کے اعضاء کے مفصل ضخیم تھے۔
دوسری روایت میں فرمایا:

جليل المشاش والكتد

”بدن مبارک کے مفصل یعنی کہنیاں، گھٹنے، کندھے اور شانے کی ہڈیاں موٹی
تھیں۔“

مفصل کا موٹا ہونا نجات و عظمت کی علامت ہے اور قوت و توانائی کی نشانی۔ یہ یاد
رکھیں کہ اعضاء کے مفصل موزونیت اور تناسب کے حامل تھے۔ ہر ایک عضو حسن اعتدال
اور تناسب کا مرقع تھا۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

ختم نبوت اور پیٹھ مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر (پیٹھ) مبارک گویا چاندی سے ڈھالی گئی ہے۔ پیٹھ
مبارک صاف، سفید اور ہموار تھی۔ آپ کے کتفین کے مابین گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔ جو
رنگ، صفائی اور نورانیت میں جسم اقدس کی مانند تھا۔ اسے ختم النبوہ کہا جاتا ہے۔ سابق
آسمانی کتب میں آپ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ تاکہ سمجھا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم وہی آخر الزماں نبی ہیں جن کی بشارت اولین انبیاء اور رسل کرام نے دی ہے۔ ختم
نبوت کی دلیل نبوت ہے۔ حضرت وہب بن منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ پہلے آنے
والے انبیاء کی مہر نبوت ان کے دائیں ہاتھ پر تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت
ان کے کتفین کے مابین تھی۔

نبوت را توئی آں نامہ در مشت

کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت

یعنی آپ کی نبوت کی دلیل یہ ہے کہ کتاب حکیم آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ کی
عظمت کے لئے مہر نبوت آپ کی پشت پر ثبت ہے۔

احادیث میں ہے ختم نبوت سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں۔ ایک روایت میں ہے: عند
ناغض کتفه اليسرى یعنی بائیں کتف کی غضروف کے نزدیک۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نظرت الى الخاتم الذي بين كتفيه فاذا هوا مثل ذر الحجلة

”میں نے مہر نبوت کی زیارت کی جو آپ کے کتفین کے مابین تھی اور اس کی شکل
مسہری کی گھنڈیوں کی سی تھی۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأيت الخاتم بين كتفي رسول الله صلى الله عليه وسلم

غلة حبراء مثل بيضة الحمامة

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربوت کو آپ کے کتفین کے مابین پیٹھ مبارک پر دیکھا جو سرخ گوشت کا ٹکڑا تھا اور حجم میں کبوتر کے انڈے کی مقدار تھی۔“
حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم کی مہربوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان في ظهره بضعة ناشرة

”آپ کی پشت مبارک میں ابھرا ہوا گوشت کا پارہ تھا۔“

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اس وقت کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے ہم نشین تھے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف آیا کہ مہربوت کی زیارت کروں تو آپ میرا مقصد سمجھ گئے تو آپ نے چادر مبارک پیٹھ پر سے نیچے سرکادی۔

فرايت موضع الخاتم على كتفيه مثل الجعج حولها خيلان

کأنها ثاليل

”تو میں نے خاتم نبوت کی جگہ کندھے مبارک کے قریب مٹھی کی مانند ابھرا ہوا گوشت دیکھا۔ جس کے ارد گرد تل تھے جو مسوں کی مانند تھے۔“ (شامل)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ثالیل کے معنی مصابح بھی ہوتے ہیں اس بنا پر معنی یہ ہوگا کہ مہربوت پرتل کے مانند گوشت پاروں سے چراغ کی سی روشنی برآمد ہوتی تھی۔

مبارک پنڈلیاں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساقین مبارک (پنڈلیاں) معتدل اور جسم اطہر کے تناسب سے موزوں تھیں۔ حضرت شیخ محدث محمد عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں لکھتے ہیں کہ

كان في ساقيه حبوشة

”یعنی ہر دو ساق مبارک باریک تھے یعنی موٹی اور پر گوشت نہ تھیں بلکہ لطیف اور باریک تھے لیکن ان میں اعتدال اور تناسب تھا۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں قدموں کی طرف سے انتہائی موزوں انداز میں پتلی اور لطیف تھیں اور اعتدال سے زیادہ موٹی نہ تھیں۔ (الوفا)

عبدالرحمن بن مالک بن جعشم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے بھائی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا۔ جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور پاؤں مبارک رکاب میں آسودہ تھے۔

فجعلت أنظر الى ساقيه كأنها جمارة

”تو میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی پنڈلیاں مبارک اپنی سفیدی اور چمک دکھ کی رو سے یوں معلوم ہو رہی تھیں جیسے کھجور کا خوشہ اپنے پردے سے ابھی باہر نکلا ہو۔“

جمارہ وہ نرم و سفید خوشہ جو کھایا جاتا ہے۔ (الوفا)

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے حضرت نازنین خلق صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کو مس کرنے اور ہاتھ لگانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ اس قدر ملائم تھیں اور مجسم لطافت کہ میں نے کوئی خزاں اور ریشم ان سے زیادہ لطیف اور ملائم نہیں پایا۔ (الوفا) کہتے ہیں کہ جب ریشم کے ساتھ درشتی شامل ہوتی ہے تو اس میں نرمی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام بدن نرم و گداز اور سطر اور قوی تھا۔ جو درشتی اور نرمی کا حسین امتزاج تھا۔ اسی طرح آپ کے کف دستہا مبارک نرم اور پر گوشت تھے۔ مداحان سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت قابل تحسین ہے مدارج میں مذکور ہے کہ جب امام لغت عرب علامہ اصمعی نے ششمن کا معنی ششمن یعنی درشتی کیا تو انہیں کہا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ الین الکف یعنی نرم کف دست تھے۔ تو تم نے ششمن کے معنی خشونت کس بنا پر کر دیے۔ اس پر موصوف نے عہد کیا کہ آئندہ حدیث رسول کی تفسیر و تشریح ضبط و احتیاط سے کریں گے۔ حضرت اصمعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے حدیث اٹھ لیغان علی قلبی کا مفہوم پوچھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور قلب اور عین کے متعلق پوچھو تو بتاؤں گا۔ لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کے بارے میں دم مارنے کی مجال نہیں۔ حقیقت حال کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا حدیث میں وارد ہے:

سائل الاطراف او سائل الاطراف

”آپ کی انگلیاں دراز اور رواں تھیں اور شاہل بمعنی سائل ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی برکات و صفات اور معجزات اس قدر کثرت سے ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں لانا بے حد مشکل ہے۔ لیکن چند برائے تبرک ہدیہ ناظرین ہیں:

طبرانی میں ہے:

ناف مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم طويل الزندين

رحب الراحة، شثن الكفين والقدمين، سائل الاطراف او

كان سائل الاطراف (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کلاہیاں دراز تھیں اور کف دست مبارک فراخ اور کشادہ تھے۔ ہتھیلیاں مبارک اور قدم مبارک کے تلوے گداز اور پر گوشت تھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ دراز تھیں۔“

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ششمن الکفین والقدمین کے الفاظ میں توصیف فرمائی ہے۔ معنی مذکور ہے۔ ایک روایت میں بسط الکفین بمعنی کشادہ آیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں سبط الکفین یعنی نرم کف دست ہے۔ نیز خنی آدمی کو کہتے ہیں۔ کہ وہ فراخ دست ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خنی اور جواد تھے۔

اہل لغت نے احادیث میں لفظ ششمن الکفین کے غلیظ یعنی موٹا اور درشت کئے ہیں۔ محدثین کرام نے ششمن کے معنی خشونت کرنے پر تنقید کی ہے۔ احادیث مبارکہ میں کف دست شریف کا وصف لین اور نرمی کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ مستور بن شداد کے والد فرماتے ہیں:

أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فاحذت بيده فاذا هي

ألين من الحرير وابرء من الثلج (طبرانی)

”میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف حاضری پایا۔ میں نے دست کرامت مآب کو پکڑا میں نے محسوس کیا کہ وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔“

دخل صلى الله عليه وسلم على سعد بن ابى وقاص
رضى الله تعالى عنه بكرة يعوده وقد اشتكى قال فوضع
يده على جبهتي فمسح وجهي وصدري وبطني فمازلت

يخيل الى انى احد برد يده على كبدي حتى الساعة

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبع پرسی کے لئے گئے جبکہ وہ بیمار تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفا میری پیشانی پر رکھا۔ پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ کو اپنے دست شفاء سے مس فرمایا تو مجھے شدت سے راحت محسوس ہوئی حتیٰ کہ آپ کے دست راحت آسا کی ٹھنڈک و برودت اب تک میں اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔“

عن ابن جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی بطنج کی طرف نکلے۔ ایک نیزہ بطور سترہ آپ کے سامنے گاڑھا گیا۔ آپ نے ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجعل الناس يأضدون يديه فيمسحون بها وجوههم قال فأخذت بيده فوضعتها على وجهي فاذا هي ابرد من الثلج واطيب رائحة من المسك (بخاری)

”صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کا دست کرم پکڑ کر اپنے اپنے چہروں پر ملنے لگے تو میں بھی حاضر خدمت ہوا اور دست کرم پکڑ کر اپنے چہرے پر ملا تو محسوس کیا کہ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور کستوری سے زیادہ خوشبودار۔“ (الوفا)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر دست شفقت پھیرا۔

فوجدت ليدله برداً وريحاً كأنما أخرجته من جونة عطار (مسلم)

”تو میں نے دست شفقت کی برودت اور خوشبو اس قدر محسوس کی کہ گویا آپ کا معطر ہاتھ مبارک عطر دان سے برآمد ہوا ہے۔“
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لقد كنت أصفح رسول الله صلى الله عليه وسلم او يمس
جلدي جلده فاتعرفه بعد في يدي وأنه لأطيب رائحة من
المسك

”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل کرتا تھا یا میرا جسد آپ کے جسم اطہر سے مس ہوتا تھا تو تب سے میں اپنے ہاتھ میں خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ جو مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔“
ابن عساکر اور مدینی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

ان اسيد ابن ابى اياس رضى الله تعالى عنه مسح رسول
الله صلى الله عليه وسلم وجهه والقي يده الى صدره
فكان اسيد يدخل البيت المظلم فيضيء

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسید ابن ابی ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ اور سینے پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ اور سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ جب تاریک گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر روشن ہو جاتا۔“ (خصائص)

حضرت ابو العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم وجه قتادة ابن
ملحان فكان بوجهه يريق حتى كان في وجهه كما ينظر في
المرأة (شفا)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر اپنا نورانی ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرے میں اس قدر نورانیت اور چمک پیدا ہو گئی کہ ان

کے چہرے کے مقابل اشیاء کا عکس اس طرح دیکھا جاتا تھا جس طرح آئینے میں اشیاء منعکس ہوتی ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا حاکم مقرر فرمایا میں جانے لگا تو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نا تجربہ کار ہوں مقدمات کے فیصلے کیونکر کروں گا۔

فَضْرِبَ رَسُولُ اللَّهِ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ، قَالَ فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ فَمَا شَكَّكَ فِي قَضَاءِ بَيْنِ الْاِثْنَيْنِ۔ (ابن ماجہ)

”آپ نے میری گزارش سن کر اپنا دست شفقت میرے سینے پر پھیرا اور دعا کی۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم اس ذات کی جو دانے سے نباتات اگاتا ہے۔ یعنی خالق کائنات، اس کے بعد میں نے فریقین کے مابین مقدمات کے فیصلے کئے۔ جن میں ذرہ بھر غلطی نہیں ہوئی۔“

یہ وہ نورانی ہاتھ ہیں کہ کونین کی ساری نعمتیں ان ہی مبارک اور جو دو سخاوالے ہاتھوں سے بنتی ہیں اور کائنات کی ساری برکتیں ان ہی بے مثل ہاتھوں کی مہربان منت ہیں۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

انگلیاں مبارک

شفاء قاضی عیاض میں روایت منقول ہے:

كان صلى الله عليه وسلم طويل الاصابع و في رواية

شامل الاطراف او سائل الاطراف

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باکرامت انگلیاں تناسب کے ساتھ دراز تھیں۔“

ایک روایت میں ہے رواں انگلیاں تھیں۔ شامل الاطراف اور سائل الاطراف ہم معنی ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ سے متعلق آپ کے بچپن میں ایک انوکھی بات دیکھی تھی۔ جو آپ کی نبوت کی روشن بل ہے اور میرے اسلام کی نعمت سے فیضیاب ہونے کی بڑی وجہ ہے اور وہ یہ ہے:

رأيتك في المهد تناعى القبر وتشير اليه باصبعك فحيث

اشرت اليه مال۔ قال اني كنت احلثه ويحدثني يلهمني عن

البكاء واسمع وجبته حين يسجد تحت العرش۔ (بیہقی)

”میں نے دیکھا کہ گہوارے میں لیٹے ہوئے چاند کے ساتھ گنگناتے اور اس سے

ہم کلام بھی ہوتے اور جس طرف آپ انگلی مبارک سے اشارہ فرماتے چاند اس

جانب مڑ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس سے باتیں کرتا اور وہ مجھ

سے۔ وہ مجھے رونے سے بہلاتا اور جب وہ عرش الہی کے نیچے سجدہ ریز ہوتا تو میں

اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا۔“

کھلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے

یہ سراپا نور تھے وہ کھلونا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔

فوضع يده في الاناء فجعل الماء ينبع من بين اصابعه فتوضأ

القوم قيل لانس كم كنتم قل ثلاثا

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ جو دو سخا والا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ کی

مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنے لگے۔ اس بے مثال پانی سے تمام خوش

بخت ہم رکاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے استفادہ کیا۔ حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تم کتنے تھے؟ تو بتایا کہ تین سو۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اچانک پانی ختم ہو گیا۔ آپ نے بچا کھچا پانی منگوایا۔ تھوڑا سا

پانی لایا گیا اور بڑے برتن میں ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے اپنا دست جو دو کرم اس برتن میں

رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ناخن مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلم رسول الله صلى الله عليه وسلم اظفاره و قسم بين

الناس

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور موجود صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تقسیم فرمادیے۔“

حضرت ابو جعفر الباقری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحب ان يأخذ

من اظفاره و شاربه يوم الجمعة

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے یوم اپنے ناخن اور شوارب کا ثنا مستحب

گردانتے تھے۔“

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ زوال سے قبل جمعہ کے روز ناخن اور شوارب کا ثنا مسنون قرار

دیتے ہیں۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

قد میں شریفین

حدیث میں ہے:

كان رسول الله ششن القدمين-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قد میں شریفین پر گوشت تھے۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم منهوس العقب

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی مبارک پر بہت کم گوشت تھا۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شن الكفين والقدمين سائل الاطراف او قال سائل الاطراف

خصمان الاخصمان مسيح القدمين ينبو عنهما الماء

”دونوں ہتھیلیاں اور قدم گداز اور پر گوشت تھے۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں

تناسب کے ساتھ دراز تھیں۔ آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم کا ظاہر

حصہ ہموار تھا کہ پانی ان کے صاف اور ملائم ہونے کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا

فورا دھل جاتا تھا۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بھی ششن الكفين والقدمين یعنی

آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پر گوشت تھے۔

حضرت میمونہ بن کردم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فما نسيت طول

اصبع قدميه السبابة على سائر اصابعه (احمد، طبرانی)

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا میں آپ کے

قد میں کی تمام انگلیوں پر سبابہ کی درازی کو نہیں بھول سکتی۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كانت خنصر رسول الله صلى الله عليه وسلم من رجله

مظاهرة۔ (بیہقی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی چھوٹی انگلی نمایاں تھی۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

افه صلى الله عليه وسلم كان اذا وطى بقدمه وطى بكلها

ليس له اخصص۔ (بیہقی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زمین پر قدم رکھتے تو پورا پورا قدم رکھتے۔ قدم

مبارک کے تلووں میں خلا نہیں ہوتا تھا۔“

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان نبي صلى الله عليه وسلم لا اخصص له يطأ على قدمه

كلها (ابن عساکر)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے تلووں میں خلا نہیں تھا جب آپ قدم

رکھتے تو پورا پورا رکھتے تھے۔“

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خصمان الاخصمان مسيح القدمين (ترمذی)

”آپ کے قدموں کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم مبارک کے اوپر کا حصہ

ہموار تھا۔“

ابن اشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الأخصص من القدم، البوضع الذي لا يلصق بالارض منها

عند الوطاء

”خصص قدم کی وہ جگہ ہے جو قدم رکھتے وقت زمین پر نہ لگے۔“

مزید کہتے ہیں:

والخصمان البالغ امة الى ان ذلك الموضع من اسفل قدمه

شديد التجافي عن الارض

”بلغ خصمان یہ ہے کہ قدم کے تلوے میں اتنی گہرائی ہو کہ وہ زمین پر رکھے جانے کے وقت شدید خلا ظاہر کرے۔“

ابن العربی نے یوں معنی لکھا ہے:

اذا كان خصص الاخصص بقدر لا يرتفع جدا ولم يستو اسفل

القدم جدا فهو احسن مايكون اذا استوى او ارتفع جدا فهو دم

فيكون بمعنى ان اخصصه معتدل الخصص۔ (مواہب)

”جب تلووں کا خلا اس قدر ہو کہ نہ زیادہ بلند ہو اور نہ قدم کے تلوے زیادہ برابر ہوں تو یہ حسین ترین صورت ہے اور جب قدم کے تلوے زیادہ مساوی ہوں یا تلوے کا خلا زیادہ ہو تو پھر یہ صورت مذموم شمار ہوتی ہے۔ اس توضیح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انخص کی تعبیر اس طرح ہوگی کہ معتدل انخص تھے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن البشر قدماً۔

(ابن سعد)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بشریت میں حسین ترین قدم والے تھے۔“

عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے الوفا میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں:

يا رب بالقدم التي او طاتها

من قاب قوسين المحل الاعظما

”اے رب کریم صدقہ اس قدم اقدس کا جس سے تو نے پامال کرایا قاب قوسین کے محل اعظم اور ارفع کو۔“

بحرمة القدم التي جعلت بها

كف بالولة البرسالة مسلما

”اور اس قدم اقدس کی حرمت و کرامت کا صدقہ جس کے طفیل مخلوق کے کندھے کو رسالت کے لئے زینہ بنایا گیا۔“

ثبت على الصراط تكروما

قدمي وكن لي منقذا و مسلما

”ازراہ کرم میرے قدموں کو صراط کی پشت پر ثابت رکھ اور عذاب جہنم سے بچنے والا اور صحیح سالم رکھنے والا بنا۔“

واجعلها ذخري ومن كانا له

امن العذاب ولا يخاف جهنما

”اور دونوں کو میرے لئے ذخیرہ آخرت بنا اور جس کو یہ دونوں وسیلے میسر آ گئے وہ عذاب سے بے خوف ہو گیا اور جہنم سے محفوظ۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً

على حبیبك خیر الخلق کلهم

رفتار مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مشى يتكفأ (ترمذی)
”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آگے جھک کر چلتے۔“

التكفؤ الميل الى سنن المشى۔ (ترمذی)

”التكفؤ کے معنی ہیں چلنے کی راہ میں جھکاؤ۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں عزم، ہیبت اور شجاعت کا غصہ نمایاں ہوتا۔
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

يتماثل الى قدام كالسفينة في جريها۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال مبارک میں آگے کی طرف جھکاؤ ہوتا تھا۔
جیسے کشتی کی چال میں آگے کی طرف جھکاؤ ہوتا ہے۔“

ایک روایت میں ہے:

يتوكأ اي يعتدل على رجله كاعتماد على العصا ولم يكن
مشيه كالختل۔ (ترمذی)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدموں پر سہارا کر کے چلتے جس طرح عصا پر سہارا کیا
جاتا ہے اور آپ کی چال مبارک متکبرانہ نہ ہوتی تھی۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا تیز رفتاری کے ساتھ لمبے لمبے ڈگ بھرتے چلے جاتے
تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت جھک کر چلنے کی تھی۔ متکبرانہ رفتار، سینہ نکال کر نہیں
چلتے تھے۔ مردانہ رفتار پاؤں زمین سے اٹھا کر نہیں چلتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا مشى صلى الله عليه وسلم تكفأ تكفؤاً كأنما ينحط من

صبيب۔ لم ار قبله ولا بعده مثله۔ (ترمذی)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آگے کی طرف جھک کر چلتے تھے۔ گویا ڈھلان سے
نیچے اتر رہے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا سبک
رفتار اور حسین چال والا نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ کیا خوب الفاظ کے پیکر میں ڈھالا ہے:

وه عمامه عربی اور وه نیچا دامن

دربانہ وه رفتار وه بے ساختہ پن

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا مشى تقلع كأنما ينحط من صبيب واذا التفت التفت معاً

”جب آپ چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا ڈھلان سے پستی کی طرف
اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ
توجہ فرماتے۔“

صرف گردن پھیر کر متوجہ نہ ہوتے کہ اس طرح لا پرواہی کا اظہار ہوتا ہے اور تکبر جھلکتا
ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا زال زال قلعا يخطو تكفياً ويشى هونا۔ ذريع المشية اذا

مشى كأنما ينحط من صبيب واذا التفت التفت جميعاً۔

خافض الطرف نظره الى الارض اكثر من نظره الى السماع

جل نظره۔ الملاحظة يسوق اصحابه ويبدأ من لقي بالسلام

”جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کی طرف
جھک کر چلتے۔ زمین پر قدم آہستہ رکھتے تھے اور زور سے قدم نہیں رکھتے تھے۔ آپ
تیز رفتاری سے چلتے اور قدم کشادہ رکھتے اور چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے۔
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو ایسا لگتا گویا بلندی سے پستی کی طرف جارہے
ہیں۔ جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کے ساتھ پھر کر متوجہ

ہوتے۔ آپ کی نظر مبارک نیچی رہتی تھی اور آسمان کی طرف کم اٹھتی تھی۔ آپ کی عادت مبارک عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی شرم و حیا کی وجہ سے پوری نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی رفاقت میں ان سے پیچھے چلتے تھے۔ جس سے ملتے سلام کرنے میں ابتداء کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيت شيئاً أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم
كأن الشمس تجرى في وجهه وما رأيت أحداً أسرع في
مشيه من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأننا الأرض
تطوى له أنا لنجهد أنفسنا وأنه لغير مكتوث

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی شے کو نہیں دیکھا۔ چمک اور تابانی چہرہ اقدس میں اس قدر تھی گویا آفتاب آپ کے چہرے میں چل رہا ہے۔ میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا۔ گویا زمین آپ کے قدموں تلے لپٹی جاتی ہے۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے میں بمشکل ساتھ دے سکتے تھے۔ جب کہ آپ اپنی معمول کی چال سے چل رہے ہوتے۔“

حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مشى اسرع حتى
يهرول الرجل ورائه فلا يدركه

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو تیز چلتے حتیٰ کہ آدمی آپ کا ساتھ دینے میں ہلکی دوڑ لگاتا تب بھی آپ کو پہنچ نہ پاتا۔ بعض مسانید میں ہے:

ان المشاة شكوا الى الرسول الله صلى الله عليه وسلم من
المشي في حجة الوداع فقال استعينوا بالنسلان۔ وهو
العدو الخفيف الذي لا يزعب الباشي۔

”حجۃ الوداع کے موقع پر کچھ پیدل چلنے والوں نے رفتار مبارک میں قدرے نرمی برتنے کی درخواست کی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نسلان کو بروئے کار لاؤ۔ نسلان ہرولہ سے کم ہلکی دوڑ کو کہتے ہیں جو چلنے والوں کو نہیں تھکاتی۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

جسم اقدس کی خوشبو

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلقۂ جسمانی پاکیزگی و نفاقت، معطر پسینہ اور غبر و مشک میں جسم اطہر جیسی خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جو آپ کے سوا کسی اور شے اور انسان کو نصیب نہیں ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ما شمت عنبراً قط ولا شيئاً اطيب من ريح رسول الله
صلى الله عليه وسلم

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو مبارک کو غبر و مشک اور دوسری خوشبودار شے سے زیادہ معطر پایا۔ خوشبو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر میں خلقۂ اور جملہ پائی جاتی تھی۔ کبھی آپ سے جدا نہ ہوتی اور یہ خوشبو دوسری خوشبوؤں سے منفرد اور ممتاز تھی۔“

ایک روایت میں ہے آپ خوشبو لگائیں یا نہ، مصافحہ کرنے والے سے ہاتھ مبارک ملائیں۔

فيظل يومه يجرد ريحها

”تو وہ سارا دن اس دست مبارک کی خوشبو سے معطر رہتا۔“

ایک روایت میں ہے:

يضع يده على رأس الصبي فيعرف من بين الصبيان

بريحتها

”آپ کسی بچے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرتے تو وہ بچہ دوسروں سے دست شفقت کی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم يبر في الطريق فيتبعه

احد الا عرف انه سلك من طيبه (تاریخ کبیر بخاری)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے تو راستے خوشبوئے نبوت سے مہک جاتے۔ تو آپ کی جستجو کرنے والا آپ کی ممتاز اور منفرد خوشبو سے معلوم کر لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ سے گزر گئے ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مر في طريق
المدينة وجدوا منه رائحة - وقالوا مر رسول الله صلى الله

عليه وسلم من هذا الطريق (ابو یعلیٰ)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں کسی راستے سے گزر جاتے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا۔ تو لوگ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راہ کو شرف قدم بوسی بخشا ہے۔“

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اردفني النبي صلى الله عليه وسلم بخلفه فالتقيت خاتم

النبوة بقمي - فكان ينم علي مسكاً

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا۔ میں نے ختم النبوة کو بوسہ دیا تو اس سے مجھے مشک کی خوشبو محسوس ہوئی۔“

حضرت حمیدہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رضاعت کے لئے لینے گئی،

فاذا به مدرج في ثوب صوف ابيض من اللبن يفوح من

السك وتحتة حريرة حضراء راقداً على قفاه يغط -

فاشفقت ان اوقظه من نومه لحسنه وجماله - فدنوت منه

رویداً فوضعت یدی علی صدرہ۔ فتبسم ضاحکاً وفتح
عینیہ لینظر الی، فخرج من عینہ نور حتی دخل خلل
السماء وأنا انظر، فقبلته بین عینیہ واعطیته ثدی الایمن
فاقبل علیہ ببا شاء من لبن فحولته الی الایسر فابی وکانت
تلك حاله بعد (مواہب)

”میں نے دود سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں ملفوف بنی آدم کے سردار دریتیم
بچے کو دیکھنے کا شرف پایا۔ آپ کے نیچے سبز ریشمی بستر تھا جو مشک کی خوشبو سے
مہک رہا تھا۔ آپ اپنی پیٹھ پر لیٹے ہوئے گہری نیند سو رہے تھے۔ میں آپ کے
حسن و جمال کی بے پناہ تابانی سے اس قدر مرعوب تھی کہ آپ کو پرسکون نیند سے
بیدار کرنے سے جھجکنے لگی۔ میں دیر دیر قدموں کی چاپ کئے بغیر آپ کی
طرف بڑھی میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کھلکھلا کر مسکرا دیے۔ اپنی نورانی آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھنے لگے۔ آپ کی
تابناک آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکلیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی پنہائیوں
میں پھیل گئیں اور میں یہ نورانی منظر دیکھتی رہ گئی۔ میں نے بے ساختہ آپ کی
دونوں مَازِ اَعْمَ الْبَصَرِ وَاَصْلَی کے قدی کل سے سرگیں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا
اور اپنا دایاں پستان پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت بخشا۔ آپ
نے حسب خواہش دودھ نوش فرمایا۔ پھر میں نے اپنا بائیں پستان پیش کیا تو آپ
نے رو فرمایا۔ پھر یہی معمول رہا۔“ (مواہب)

عظیم محدث اسحاق بن راویہ فرماتے ہیں:

ان تلك كانت رائحة بلا طيب صلى الله عليه وسلم
”آپ کے جسم اطہر سے آنے والی خوشبو خلقتِ بغیر خوشبو لگائے ہوتی تھی۔“
چھو آئی ہے تو شہ کون و مکان کو اے باد صبا اس لئے غبر میں بسی ہے

”اب بھی طیبہ کے درود پوار خوشبوئے نبوت سے معطر اور مشک بار ہیں۔ غلامان
مصطفیٰ اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اپنے دل و دماغ کو اس سہانی
خوشبو سے معطر کرتے رہتے ہیں۔“

حضرت ہشلی سلیم وجدان عالم ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کی مٹی میں ایک خاص اور
منفرد قسم کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ ایسی خوشبو کسی غبر و مشک میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ عجیب
تر بات ہے حقیقت میں یہ تعجب خیز نہیں کیونکہ وہ تو اس سے بھی بلند تر ہیں۔
در آں زمین کہ نسیمی و زد زطرہ دوست

چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست
”جس زمین میں حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زلف غبریں سے مشک میں بسی
ہوئی نسیم چلتی ہے وہاں نافہ تاتاری کو دم مارنے کی کیا مجال؟“
حضرت ابو عبد اللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ یوں نغمہ سنخ ہیں:

بطیب رسول الله طاب نسيها

فما المسك والكافور والصندل الرطب

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشک بار خوشبو سے مدینہ طیبہ کی فضائیں معطر ہو گئی
ہیں۔ جس کا مقابلہ نہ مشک نہ کافور اور نہ تروتازہ صندل کر سکتا ہے۔“
علامہ محمد شرف الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا طيب يعدل تروبا ضم اعظمه طوبى لا منتشق منه وملثتم

”جس زمین کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس مس ہوا ہے اس مبارک مٹی
میں بسی ہوئی جسم اطہر کی خوشبو کی مثل کوئی خوشبو نہیں ہو سکتی۔ خوش بخت ہے وہ شخص
جس نے خوشبوئے نبوت میں بسی ہوئی مٹی کو سونگھا ہے اور اپنے لبوں سے مٹی
مبارک کو چوما ہے۔“

آئی ہے گلزار مدینہ کی طرف سے ڈوبی ہے صبا عطر میں پھولوں میں بسی ہے

پسینہ مبارک

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كان عرقه صلى الله عليه وسلم في وجهه مثل اللؤلؤ اطيب
من المسك الاذفر (ابونعیم)

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک چہرہ انور پر یوں معلوم ہوتا جیسے لؤلؤ
آبدار اور خوشبو کے لحاظ سے وہ خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مشک بار تھا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم کی بارگاہ میں
حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری معاونت
فرمادیں۔ اس وقت آپ کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے ایک شیشی منگوائی اور اس
میں اپنا پسینہ مبارک بھر دیا۔ ارشاد فرمایا: بچی کو کہو کہ اسے بطور خوشبو استعمال کرے۔ چنانچہ وہ
جب اسے بطور خوشبو استعمال کرتی تو تمام مدینہ طیبہ اس خوشبو سے مہک جاتا اور اہل مدینہ
اس نورانی خوشبو سے محظوظ ہوتے۔ طابہ والوں نے اس گھر کا نام بیت المطیبین رکھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیلولہ
فرمایا گرمی تھی آپ کو پسینہ آیا، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک شیشی
لائیں اور اس میں آپ کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ
فرمایا تو ام سلیم سے دریافت کیا کہ اسے کیا کروگی؟ عرض کیا: نجعلہ فی طیبنا وهو
اطیب الطیب۔ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملا لیتی ہیں جو بہت ہی اعلیٰ قسم کی خوشبو بن
جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ
مبارک کے قطرات چمک دمک میں موتیوں کی مانند تھے اور خوشبو و مہک کے لحاظ سے
کستوری کی مانند (الوفا)

فائدہ

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ گلاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے
پیدا ہوا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شب معراج میرے پسینہ
مبارک سے گل سفید (موتیا) اور گلاب جبریل علیہ السلام کے پسینہ سے پیدا ہوئے ہیں اور
گل زرد براق کے پسینہ سے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ معراج کی واپسی پر میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب پیدا ہوا۔
جو شخص میری خوشبو سونگھنا پسند کرے وہ گلاب کی خوشبو سونگھ لے۔ ایک روایت میں ہے کہ
پسینہ مبارک کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنس پڑی اور اس سے گلاب پیدا ہوا۔

محدثین کرام ان احادیث میں اصطلاحی اختلاف رکھتے ہیں۔ مواہب لدنیہ میں
نہروانی کا قول مذکور ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ شرف نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و
کرم کا ایک قطرہ ہے اور آپ کی بے کراں رفعت و تکریم کا اظہار ہے۔ محدثین کا احادیث
کے فنی پہلو میں اختلاف ہے لیکن اس صورت کا وقوع بعید از امکان قرار نہیں دیتے نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ناممکن نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فضلات طيبات

جو چیز جسم سے قضاے حاجت کے وقت خارج ہوا سے فضلہ کہتے ہیں۔ محدثین کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طيبات کے بارے میں روایات نقل کی ہیں۔ جو چند درج ذیل ہیں:

انه صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان يتغوط انشقت الارض فابتلعت غائطه وبوله وفاحت لذلك رائحة طيبة

رسول الله صلى الله عليه وسلم

”جب قضاے حاجت کا ارادہ کرتے تو زمین پھٹ جاتی اور فضلہ طيبہ کو نگل جاتی اور اس جگہ سے خوشبو برآمد ہوتی۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

يا رسول الله! آپ جب بیت الخلاء جاتے ہیں تو آپ کے فضلات طيبات دیکھے نہیں جاتے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ انبیاء کے فضلات طيبات کو زمین نگل جاتی ہے۔ اس لئے فضلات طيبات کی کوئی شے دیکھی نہیں جاتی۔ امت مسلمہ کے اہل علم حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طيبات کی طہارت کے قائل ہیں۔ یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے۔

دارقطنی میں روایت ہے:

ان عبدالله بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما شرب دمه

يفوح فيه مسكاً وبقية رائحة موجودة في فيه الى ان

صلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ شدہ

خون مبارک نوش کر لیا تو ان کے منہ سے مشک کی سی خوشبو مہکنے لگی اور یہ مبارک خوشبو ان کے منہ سے ہمیشہ آتی رہی حتیٰ کہ ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔“
حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قام رسول الله صلى الله عليه وسلم من الليل الى فخارة

في جانب البيت فبال فيها۔ فقيت من الليل وانا عطشانة

فشربت ما فيها وانا لا اشعر فلما اصبح النبي صلى الله عليه

وسلم قال يا ام ايمن قومي فاهريقى ما في تلك الفخارة

فقلت قد والله شربت ما فيها قالت فضحك رسول الله

صلى الله عليه وسلم حتى بدلت نواجذ له ثم قال أما والله لا

ييجعن بطنك ابدا۔ (مواہب)

”ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے ایک گوشے میں تشریف لے گئے آپ نے ایک مٹی کے مخصوص برتن میں پیشاب کیا، فرماتی ہیں میں رات کو اٹھی جب کہ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے بے خبری میں جو کچھ تھا پی لیا جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اے ام ایمن جو کچھ اس برتن میں ہے اسے انڈیل دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم واللہ جو کچھ اس برتن میں تھا میں نے پی لیا ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک چمک اٹھے۔ پھر فرمایا کہ واللہ کبھی تیرا پیٹ درد نہیں کرے گا۔“

مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الاحادیث دلالتہ علی طہارت بولہ ودمہ صلی اللہ علیہ

وسلم

”ان احادیث کا مدلول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول اور خون مبارک

ظاہر ہیں۔“

عظیم محدث دارقطنی فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ مزید فرماتے ہیں:

ان القاضي حسينا قال الاصح القطع بطهارة الجميع

علامہ قاضی حسین فرماتے ہیں صحیح ترین بات یہ ہے کہ آپ کے تمام فضلات طیبات

ظاہر اور طیب ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طیبات کی طہارت کے قائل ہیں۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد تكاثرت الأدلة على طهارة فضلاته صلى الله عليه وسلم

وعد الأئمة ذلك في خصائصه (فتح الباری)

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طیبات کی طہارت پر کثرت سے دلائل موجود ہیں اور ائمہ امت نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے۔“

بعض عمائدین فرماتے ہیں:

كان السرفي ذلك ما روى من صنيع الملكين حين غسلا

جوفه۔ واللہ اعلم

”اس میں راز یہ تھا کہ یہ جو مروی ہے کہ دو فرشتوں کا مشہور عمل جو انہوں نے آپ کے پیٹ مبارک کو دھویا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے فضلات طیبات ظاہر ہیں۔ آپ کے جسم کا سب کچھ ظاہر اور پاک ہے۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

ولادت کے وقت پاکیزگی اور خوشبو

احادیث میں موجود ہے:

كان النبي صلى الله عليه وسلم قد ولد مختوناً ومقطوع

السرة

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی طور پر مختون اور ناف بریدہ تھے۔“

حضرت آمنہ طیبہ والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں:

ولدتہ نظیفاً مابہ قدر

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے نظیف، شفاف اور تمام قد و رات جو بچے کی

ولادت کے وقت ہوتی ہیں، سے پاک جنم دیا۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

ولد صلى الله عليه وسلم معذورا اى مختوناً مسرورا۔ اى

مقطوع السرة

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كرامتى على

دبى انى ولدت مختوناً ولم ير احد سوانى

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی کرامت و عنایت مجھ پر یہ

ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ کو نہیں دیکھا۔“

حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے:

تواترت الاخبار أنه عليه السلام ولد مختوناً

”متواتر درجہ کی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا

ہوئے۔ (مواہب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا مختوناً (ابن عساکر)
 ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔“
 حضرت محمد شرف الدین البوصیری رحمۃ اللہ علیہ زمزمہ رنج ہیں:

ابن مولدہ عن طیب عنصرہ یا طیب مبتدئ منہ و مختتم
 ہو گئیں ظاہر ولادت سے سب ان کی خوبیاں
 پاک ان کی ابتداء بھی پاک ان کا مختتم

(نظامی)

وقت زادن پاکی ذات شریفش شد پدید
 پاک بودش مبتدا و پاک بودش مختتم

(جائی)

مولای صل وسلم دائماً ابداً
 غلی حبیبک خیر الخلق کلہم

وفات کے بعد

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذهبت انظر ما یكون
 من البیت فلم اجد شیئاً۔ فقلت طبت حیاً ومیتاً قال
 وسطعت منه ریح طیبہ لم نجد مثلها قط

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ میت میں جو چیزیں ظاہر ہوتی
 ہیں۔ میں نے وہ آپ میں دیکھنے کی کوشش کی مگر میں نے آپ میں میت والی کوئی
 شے نہ پائی۔ تب میں نے کہا:

طبت حیاً ومیتاً

یعنی آپ بصورت حیات اور بصورت ممات پاکیزہ اور معطر ہیں۔“

فرماتے ہیں پھر آپ کے جسد اطہر سے مشک بار اور عطر بیز مہک نے ماحول کو خوشبودار
 بنا دیا۔ ہم نے اس جیسی خوشبو کبھی نہ پائی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے
 بعد جبین مبارک کا بوسہ لیا تو کہا:

طبت حیاً ومیتاً

”آپ بصورت حیات اور بصورت ممات پاکیزہ اور معطر ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اوصانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایغسلہ غیری فانہ

لا یری احد عودتی الا طمست عینا

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میرے سوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو کوئی دوسرا غسل نہ دے کہ کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔ جس نے دیکھی

بھی تو اس کی آنکھیں نور بصارت سے محروم ہو گئیں۔
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
فرط غم میں دلفگار ہیں۔ فرماتی ہیں:

ما ذا على من شمم تربة احمد ألا يشم مدى الزمان غواليا
”جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو گھ لی ہے۔ کیا
تعجب ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سو گھے۔“

صبت على مصائب لو انها صبت على الايام صرن لياليا
”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں اگر یہ مصیبتیں
دنوں پر ٹوٹتیں تو دن رات میں تبدیل ہو جاتے۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
على حبیبك خیر الخلق کلهم

مدینہ طیبہ

چمکی تھی کبھی جو تیرے نقش پا سے
اب تک وہ زمین چاند ستاروں کی زمیں ہے
ہر گام تیرا ہم قدم گردش دوراں
ہر جادہ تیری راہ گزر خلد بریں ہے۔

(صوفی تبسم)

روضہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار
ہدیہ قارئین ہیں:

يا خیر من دفنت فی التراب اعظمه فطاب من طیبهن القاع والاکم
”اے بہتر ان سب سے جن کے اجساد شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان
کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔“

نفسی الغداء لقبر انت ساکنه فيه العفاف وفيه الجود والکرم
”میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ سکونت فرما ہیں۔ اس قبر شریف میں
پرہیز گاری ہے اور اسی میں جود اور کرم ہے۔“

وأشم تربة نفخت عبیرا وانظر قبة ملئت ضیاء
”اور اس خاک کو چوموں جس سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے اور اس گنبد اخضر کو
دیکھوں جو نور سے بھرا ہوا ہے۔“

دار یری نور الہدی متألّقا یهدی البصائر من جمیع جہاتھا
”یہ وہ پاک کاشانہ ہے جہاں ہدایت فروزاں ہے اور دل کی آنکھوں کو ہر سورتی
مالتی ہے۔“

والروضة الفجاء یعبق نشرھا من جنة الفردوس عن نفحاتھا

”اور وہ کشادہ ریاض الجنت جس کی عطر بیز ہوا جنت الفردوس کے جھونکوں سے سرشار رہتی ہے۔“

والحجرة الغراء بین ستورها امتی بن الاقبار فی حالاتها
”اور وہ انوار سے جگمگاتا ہوا حجرہ شریفہ جن پر پردے پڑے ہیں۔ ان چاندوں سے زیادہ روشن ہے جو اپنے ہالے کے اندر رہتے ہیں۔“

وتری مواقف جبریل بربعها ومهابط الاملاك فی حجراتها
”یہ وہ حجرہ مبارکہ کہ جس کے کسی گوشے میں حضرت جبریل کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور انہی حجروں میں فرشتوں کے نزول کی جگہیں ہیں۔“

منازل طيبة الفیحاء عرفا منازہ طيبة و ملاذ نائی
(ابن حجر)

”طیبہ کے وسیع مقامات جہاں خوشبوئیں ہیں۔ پاکیزگی کی پناہ گاہیں ہیں اور ہر پھڑے مسافر کے لئے ٹھکانا ہیں۔“

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

مناجات

ہر حضور سید السادات علیہ السلام بحصول ندامت البرکات

هو الحبيب الذی ترجی شفاعته لكل هول من الاحوال مقتحم
”وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حبیب ہیں کہ ہر خوف سے جس میں لوگ زبردستی داخل کر دیئے جائیں یا جو ہجر لوگوں پر مسلط کر دیا جائے۔ تو اس وقت ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔“

ماسامی الذہر صیفاً واستجرت به الا ولدت جواداً منه لم يضم
”زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ آپ سے پناہ کا طالبگار ہوا۔ مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی۔“

ولن یفوت الغنی منه یداً تربت ان الحیا تنبت الازهار فی الاکم
”آپ کی فیاضی کسی خاک آلودہ ہاتھ کو نہیں چھوڑتی کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلایا کرتی ہے۔“

یا اکرم الخلق مالی من الود به سواک عند حلول الحادث الغیم
”اے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ کریم! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس کی میں نزول قیامت کے وقت پناہ لوں۔“

لن یضیق رسول اللہ جاہک بی اذا الکریم تجلی باسم منتقم
”جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کی شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا و شان اعلیٰ کم نہیں ہو سکتا۔“

تطلبت هل من ناصر او مساعد ألود به من خوف سوء العواقب

”میں بڑی کوشش سے بار بار ایسے مددگار یا معاون کی جستجو کرتا ہوں جس کے دامن رحمت میں مجھے برے نتائج کے خوف سے پناہ مل سکے اور امن نصیب ہو سکے۔“

فلست أرى إلا الحبيب محمداً رسول الله الخلق جم المناقب
”پس ایسا مددگار و معاون جو مصیبت میں دھمکی کرے مجھے کوئی نظر نہیں آتا۔ بجز اپنے محبوب دنواز کے جس کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ جو ساری مخلوق کے رب کے رسول ہیں اور جن کے محامد و محاسن بے شمار ہیں۔“

ومعتصم المكروب في كل غمرة ومنتجع الغفران من كل نائب
”مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا۔ جس کے دامن رحمت کو کوئی غمزدہ ہر مصیبت کے وقت پکڑ کر پناہ لے سکے اور ہر نائب حصول مغفرت کے لئے جس کی بارگاہ اقدس کا قصد کر سکے۔“

سأذكر حبي للحبيب محمداً اذا وصف العشاق حب الحبيب
”جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت کا بیان کریں گے تو میں فقط اپنی اس محبت کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیب کریم سے ہے۔ جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“

وأذكر وحداً قد تقدم عهده حواه فوادی قبل كون الكواكب
”اور اس عشق کی وجد آفرین کیفیت کو یاد کروں گا۔ جس کا زمانہ بہت ہی قدیم ہے اور جس کو میرے دل نے ستاروں کی تخلیق سے پہلے اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔“

اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اعیان ثابتہ کا میلان اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کی طرف زمانہ کی تخلیق سے بھی مقدم ہے اور اس سے مراد وہی عشق ہے جو آج او ایسی سلسلے کے کالمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان موجود ہے۔

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقه ویا خیر مامول ویا خیر واهب

”اے اللہ کی ساری مخلوق سے برتر رسول! اے امیدوں کے بہترین مامول! اور جو د و کرم کے بہترین مرجع! آپ کو اللہ تعالیٰ کی بے شمار صلوة پہنچے۔“

یا خیر من یرجی لكشف رزیه ومن جوده قد فاق جود السحاب
”اے ان سب سے بہتر جن سے مصائب دور کرنے میں خیر کی امید کی جاتی ہے اور جس کا جو د و کرم بادلوں کی موسلا دھار بارش سے بھی عظیم تر ہے۔“

وأشهد ان الله راحم خلقه وانك مفتاح كنز الوهاب
”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحیم ہے نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عطیات کے خزانوں کی کنجی ہیں۔“

وانت شفیع یوم لا ذو شفاعة ببعنی كما اتی سواد بن قارب
”یا رسول اللہ! آپ شفیع المذنبین ہیں۔ جب قیامت کے روز کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا آپ اس روز شفاعت فرمائیں گے۔ جسے بارگاہ الہی میں شرف قبولیت ملے گا جس طرح سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدد و ثنا بیان کی ہے۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح نغمہ سنچ ہیں:

فأشهد أن الله لا رب غيره وأنت مامون على كل غائب
”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں ہے اور آپ ہر قسم کے غیبوں کے امین ہیں۔“

وأنت ادنى المرسلین وسیلة الی الله یا ابن الاکرمین الا طائب
”اے کریم ابن کریم اور اے پاک لوگوں کے فرزند جلیل! تمام رسولوں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت قریب ہے۔“

فیرنا بما یاتیک یا خیر مرسل وان کان فیما جاء شیب الزائب

”جوچی آپ کے پاس آتی ہے آپ ہمیں اس کا حکم دیجئے۔ ہم حضور کے ارشاد کی تعمیل کریں گے۔ تعمیل حکم میں ہمارے بال ہی کیوں نہ سفید ہو جائیں۔“

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة سواک بغن عن سواد بن قارب
”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس روز سواد بن قارب کی شفاعت فرمائیں جبکہ حضور کے بغیر کسی کی شفاعت کوئی فائدہ نہ دے گی۔“

حضرت سواد بن قارب عظیم المرتبت صحابی رسول ہیں۔ وہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔ اے امیر المؤمنین! میں دیار ہند میں تھا۔ ایک جن میرا تابع تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ اس نے مجھے خواب میں کہا کہ میری بات غور سے سنو کہ قبیلہ لوی بن غالب میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں وہاں جا کر ان کے نورانی چہرہ کا دیدار کرو۔ اور ان پر ایمان لے آؤ۔ تین رات ایسا ہوتا رہا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ بات سچ ہے۔ میں اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حلقے میں جلوہ گر ہیں۔ رخ نور کو دیکھتے ہی دل کی دنیا منور ہو گئی۔ میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا:

مرحبا بک یا سواد بن قارب! قد علمنا ما جاء بک

”اے سواد! خوش آمدید جو تجھے لے آیا ہے ہم اس کو بھی جانتے ہیں۔“

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے چند اشعار آپ کی مدحت میں عرض کئے ہیں۔ اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ ابتداء میں خواب کا واقعہ بیان کیا۔ پھر محبت بھرے انداز میں ایمان کا اعلان کیا اس کے مدحیہ قصیدہ کے چند اشعار اور پر مذکور ہو چکے ہیں۔ عشق و محبت ایمان و یقین سے لبریز یہ اشعار سن کر آپ ہنس دیئے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور مجھے فرمایا:

أفلحت یا سواد

”اے سواد! تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔“

حلیہ شریف پڑھنے کے بعد مناجاتیہ اشعار پڑھیں بارگاہ رسالت میں حاضری و قرب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤلف کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

حمت بالخیر

محمد حبیب اللہ اویسی

بہستی اتیراموضع طلبانی تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان

تاریخ 8 رمضان المبارک 1421ھ بمطابق 24 نومبر 2001ء

صاحبان ذوق و محبت اور باب فکر و نظر

مژدہ جالفرا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی - پاکستان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیر سی کا نام

تفسیر نور العین

حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحیمی مدظلہ

تفسیر خزان العین

سید اہل بیت محمد بن علی بن ابی طالب علیہ السلام

ضیاء القرآن جلد ۵

مفتی عبداللہ حضرت پیر
محمد کرم شاہ الازہری نور اللہ تعالیٰ علیہ

تفسیر منہج سیر

عادت بانہ حضرت تاجی شاہ
پانی پتی مسلمان علیہ

تفسیر الحیات جلد ۱

ابوالکلام محمد احمد قادری قرطبی

تفسیر لیلۃ الاحد

نور العین محمد علیہ

تفسیر دُر منثور

علامہ بکال الدین سیوطی قرطبی

تفسیر ابن کثیر جلد ۱

علامہ ابن کثیر ابن عبد البر

تفسیر احکام القرآن

مولانا بکال الدین قادری

تفسیر سورۃ النساء

پروفیسر محمد جبار علی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

مفتی سعادت علی قادری

1Z 451